جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا

تنقیدِ صحیح

بر

برہانِ صریح

شیخ حشمت اللہ قریشی بہائی نے اپنے اشتہار "جماعت احمدیہ پر بار بار اتمام حجت کی" مرقومہ ۱۹ دسمبر ۱۹۵۹ء میں لکھا ہے کہ انہوں نے برہان صریح اور عمدۃ التنقیح دو رسالے آگرہ سے شائع کرکے "لامھدی الا عیسیٰ" کا غلط ہونا اور قرآن شریف اور احادیث نبویؐ سے اسلام کے دو جدا جدا موعود ہونا ثابت کیا۔ ۱۹۲۴ء میں مجھے ان کا رسالہ برہانِ صریح ملا تو چند دنوں میں مَیں نے اس کا جواب لکھکر مکرم میر قاسم علی صاحب مرحوم و مغفور کو دیدیا تھا جو انہوں نے ایک رسالہ کی صورت میں شائع کردیا جسے اب دوبارہ شائع کیا جا رہا ہے۔ اس سے بہائیوں کی اتمام حجت کی حقیقت کا قارئین کو علم ہو جائیگا اور میرے اس رسالہ کا جواب جہاں تک مجھے علم ہے آج تک بہائیوں کی طرف سے شائع نہیں ہوا۔ اگر ہوا ہے تو وہ پیش کریں۔

جلال الدین شمس

الناشر:- الشرکۃ الاسلامیۃ لمیٹڈ - ربوہ۔

ٹائیٹل بار اوّل

جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا

تنقیدِ صحیح

بر

بُرہانِ صریح

اہلِ بہاء یعنی بابیوں نے جو مایۂ ناز رسالہ "بُرہان صریح" مخلوق خدا کو گمراہ کرنے کیلئے کسی فرضی احمدی کیساتھ مباحثہ کے طور پر شائع کر کے سید علی محمد صاحب باب اور مرزا حسین علی صاحب بہاء اللہ کو مہدی اور مسیح موعود ثابت کرنے کی بے سود کوشش کی تھی

جسکو

جلال الدین صاحب شمس سیکھوانی مولوی فاضل نے تصنیف کیا

اور ماہ دسمبر ۱۹۲۴ء میں

خاکسار ایم قاسم علی ایڈیٹر فاروق نے خواجہ پریس بٹالہ میں باہتمام احمد دین پرنٹر طبع کرا کر قادیان سے شائع کیا

392 8/99 1/1

التماس ضروری

بابیوں اور بہائیوں نے کچھ دنوں سے ہندوستان میں بھی سر نکالا ہے اور اپنے مخفی مشن کی اشاعت کے لئے دو چار چھوٹے چھوٹے پمفلٹ اور رسالہ جات طبع کرا کر شائع کئے ہیں۔ ان میں سے ایک رسالہ جس کا نام برہان صریح ہے بطور مناظرہ لکھ کر شائع کیا گیا ہے کہ بمبئی میں کسی نامعلوم الاسم احمدی سے کسی بہائی نے اس موضوع پر کیا ہے کہ مہدی اور مسیح دو الگ الگ وجود ہیں۔ یہ دونوں لقب ایک ہی شخص کے نہیں ہیں جسے مسیح کہتے ہیں۔ اور پھر یہ ثابت کرنے کی سر توڑ کوشش کی ہے کہ سید علی محمد ایرانی المعروف بہ باب مہدی تھا اور مرزا حسین علی ایرانی معروف بہ بہاء اللہ مسیح موعود تھا اور حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام مسیح موعود اور مہدی نہ تھے۔ اور اس مایۂ ناز رسالہ کو وہ اپنے مشن کی تبلیغ کے لئے ہر ایک احمدی کو دکھا کر اپنے دام میں پھنسانے کی کوشش کرتے تھے۔ یہ رسالہ ہم تک بھی پہنچا تو خدا کے فضل سے عزیز مکرم خواجہ جلال الدین صاحب شمس مولوی فاضل سیکھوانی ثم قادیانی نے اس کا نہایت تحقیق و تدقیق سے جواب باصواب ایسا تحریر کیا ہے کہ "برہان صریح" کے ہر ایک اعتراض کو بدلائل عقل و نقل اٹھا کر بدلائل قویہ حضرت جری اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مہدی مسعود و مسیح موعود ہونا آفتاب نصف النہار کی طرح ثابت کر دیا ہے۔

ناظرین اس عجالہ نافعہ کو خوب غور سے مطالعہ کریں تو ان کو مذہب بہائی کی سب حقیقت معلوم ہو جائیگی۔

خاکسار قاسم علی پبلشر ۲۵ر دسمبر ۱۹۲۴ء

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
ھُوَالنَّاصِرُ

متبعین باب و بہاء کی طرف سے ایک کتاب مسمیٰ "برہان صریح" در اثبات وجود مہدی غیر از مسیح مطبوعہ آگرہ شائع ہوئی ہے۔ کتاب سے تاریخ کتابت و طباعت و اشاعت کا پتہ نہیں چلتا۔ اس کتاب سے ایک بہائی مفتی سے مباحثہ کا ذکر ہے جو کسی ایسے عظیم الشان مشہور و معروف احمدی مولوی سے ہوا ہے جس کا نام و نشان لکھنے سے بھی قصہ ساز کو ڈر اور شرم دامنگیر ہے۔ اور مرتب مباحثہ ایک فرضی سُنّی قرار دیا ہے۔ خیر اس سے ہمیں مطلب نہیں کہ ان مدعیان علم و عقل اور اخلاق کے پتلوں نے جعلی مباحثہ بنا کر جھوٹ کی نجاست کیوں کھائی۔ اس وقت ہمیں اصل کتاب کا جواب دینا مقصود ہے اور یہ بتانا مدنظر ہے کہ مہدیٔ آخر الزمان اور مسیح موعود ایک ہی شخص کے دو نام ہیں اور وہ جناب مسیح موعود اور مہدی معہود حضرت میرزا غلام احمدؑ صاحب قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ اور باب ہرگز ہرگز مہدیٔ آخر الزمان نہیں۔

چونکہ ہمارے اکثر برادران وطن باب کے خیالات سے قطعاً ناواقف[1] اور

[1] یہاں تک ناواقفیت کا عالم ہے کہ اگر کسی سے کہا جائے کہ تم جانتے ہو بابی کون ہوتے ہیں

بے خبر ہیں اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اصل کتاب کا جواب تحریر کرنے سے قبل مختصرًا باب کی زندگی کے حالات ہدیہ ناظرین کئے جائیں جو ناظرین کے لئے جوابات پڑھنے کے وقت گائیڈ یعنی راہنما کا کام دیں۔

پہلا باب

(۱)

سوانح باب

باب کی زندگی پر ایک نظر

باب کا نام علی محمد تھا۔ اور اُس کے باپ کا نام سیّد محمد رضا تھا۔ یکم محرم ۱۲۳۵ سنہ ہجری مطابق ۲۰ ر اکتوبر ۱۸۱۹ء کو شہر شیراز میں پیدا ہوا اور چونکہ بہت چھوٹی سی عمر میں باپ کا انتقال ہوگیا اس لئے وہ اپنے ماموں یا چچا کے پاس آرہا جو بوشہر میں سوداگری کرتے تھے۔ وہ تجارت پیشہ خاندان میں پیدا ہوئے تھے[۲] جب باب جوان ہوا تو اس نے بھی تجارت کا کام شروع کیا۔ سنہ ۱۲۵۸ھ میں اس نے شادی کی اور سنہ ۱۲۵۹ھ کو کربلا گیا۔ وہاں دو مہینے تک رہا۔ سنہ ۱۲۶۰ھ[۳] میں جبکہ اس کی عمر ۲۴ سال کی تھی باب ہونیکا

(ص۱، ص۲، ص۳ تعلیمات بابیہ ص۲)

بقیہ حاشیہ مـ۳ ۔ تو کہتے ہیں۔ ہاں وہابی پنجاب و ہندوستان میں بہت سے پائے جاتے ہیں۔ پھر مصنّف حجج الکرامہ کو بھی باب کا دعویٰ معلوم نہیں ہوا کیونکہ انہوں نے اپنے وقت سے پہلے کے مدعیان مہدویت کے اسماء تحریر کئے ہیں جن میں باب کا نام نہیں۔ شمس

دعویٰ کیا۔ تاریخ جدید سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے اس نے اپنے دماغ میں کچھ خیالات جمائے پھر ان خیالات کے مطابق اس نے دعویٰ کر دیا۔ کیونکہ سیّد کاظم جو فرقہ شیخیہ کا خلیفہ تھا اس کے پاس دیر تک باب رہا۔ اُس کی موت کے بعد جب اس کے مُرید ملا حسین نے باب کی ملاقات کی تو باب نے اُس سے دریافت کیا کہ تو مجھ میں ملا کاظم کے خلیفہ ہونے کے نشانات پاتا ہے یا نہیں۔ ان خیالات اور اس کے ظہور میں کل دو مہینے کا عرصہ ہے کیونکہ سنہ ۱۲۶۰ھ میں اس نے دعویٰ کیا اور اسی کے قریب قریب ملا کاظم کی وفات ہوئی تھی۔ پھر دعویٰ کے سات ماہ بعد شیراز سے مکہ گیا صبح ازل بھی اسی کا مؤید ہے اور اس نے کہا ہے کہ ملا حسین نے شیراز میں اسے مانا تھا۔ اور اس کے ماننے کے بعد وہ مکہ گیا تھا۔ سنہ ۱۲۶۱ھ کو جب وہ مکہ سے واپس شیراز آ رہا تھا[1] راستے میں وہ ۱۹ ماہ رمضان سنہ ۱۲۶۱ھ کو بوشہر کے گورنر حسین خاں کے سپاہیوں کے ہاتھ گرفتار ہوا۔ باب جب گورنر فارس کے پیش ہوا تو گورنر نے چند سخت الفاظ کہے۔ جن کا باب نے بھی سختی سے جواب دیا۔ اس پر باب کو خوب پیٹا گیا یہانتک کہ اس کی پگڑی بھی سر سے گر گئی۔ آخر اس کے ماموں سیّد علی کی ضمانت لے کر اس شرط پر اس کے حوالے کیا گیا کہ وہ اس کے گھر میں بند رہے اور کہیں جانے نہ پائے۔

تاریخ جدید والا کہتا ہے کہ داروغہ جیل کے گھر میں رکھا گیا۔ اور ناسخ التواریخ (شیعوں کی ایک کتاب ہے) کا یہ بیان ہے کہ جیل میں رکھا گیا۔ داروغہ جیل کے گھر کی تائید صبح ازل کے بیان سے بھی ہوتی ہے۔ چھ مہینہ تک وہ نظر بند رہا۔ آخر داروغہ جیل نے بعض وجوہات

[1] نمبر ۳ بھوہ ۹۰۸۰ ۷ کتاب ہذا

کی بنا پر اُسے چھوڑ دیا۔ تب وہ شیراز سے اصفہان بھاگ گیا اور گورنر اصفہان
کو ایک چٹھی لکھی۔ جس میں درخواست کی کہ وہ مجھے اپنی حفاظت میں لیلے۔
گورنر اصفہان اس کا دوست تھا اُس نے اپنی حفاظت میں لے لیا۔ تب
ایک سال تک وہ اس کے پاس امن میں رہا۔ جب گورنر اصفہان کو علماء کی
مخالفت کا علم ہوا تو اُس نے اُس کو پوشیدہ رکھنے کے لئے یہ تجویز کی کہ
پہلے سپاہیوں کو حکم دیا کہ اسے طہران چھوڑ آؤ اور علیحدگی میں اُس سے
کہہ دیا کہ شب میں راستے سے واپس لے آنا۔ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ تب
گورنر اصفہان نے چار ماہ تک اُسے اپنے گھر میں ایسی جگہ رکھا جہاں سے
لوگوں کو اُس کے رہنے کا پتہ نہیں لگ سکتا تھا۔ اس اثناء میں گورنر مرگیا۔ اُس
کے بھتیجے نے وزیر حاجی مرزا اکاسی کو اس کی رہائش کا علم دیا۔ تب وزیر نے
کہا کہ اس کا بھیس بدلوا کر یہاں سے دارالخلافہ میں بھیجدو۔ ساتھ چند آدمی
بھی کر دیئے۔ مگر جب وہ کنارا گرد پہنچا تو حکم بھیجدیا کہ ماکو لے جاؤ۔
جب وہاں پہنچا تو اُس نے بادشاہ کو ایک چٹھی لکھی کہ میں آپ سے مل کر
اپنے خیالات کا اظہار کرنا چاہتا ہوں۔ بادشاہ اُس وقت ایک سفر پر جا
رہا تھا۔ اُس نے اُسے بلوانا چاہا۔ مگر وزیر نے مشورہ دیا کہ اس وقت جبکہ
آپ سفر پر جا رہے ہیں ملنا مناسب نہیں ہے۔ تب بادشاہ نے یہ حکم دیا
کہ اس کو ماکو لے جایا جائے اور اُس سے کہہ دیا کہ میں اسوقت مل نہیں سکتا
اس کے بعد وہ تبریز میں چالیس دن رہا۔ پھر اس کے بعد ۹ ماہ ماکو ایسے
قلعہ میں رکھا گیا۔ جہاں اُسے کوئی مل نہیں سکتا تھا۔ محافظ قلعہ علی خان نے
بوجہ اس کے سید ہونے کے اُس کی خدمت کی اور خفیہ طور پر اس سے خط و
کتابت بھی لوگوں سے جاری رہی۔ آخر باشندگان آذربائیجان نے اس بات پر

زور دیا کہ اس کے معتقدین کو سزا ملنی چاہیئے۔ تب اُسے ماکو سے چہریق کے قید خانہ میں ڈالا گیا۔ اور یحییٰ خان کے سپرد کیا گیا۔

تاریخ جدید کا بیان ہے کہ یحییٰ خان نے پہلے سے اُسے خواب میں دیکھا تھا اس لئے وہ اس کی آمد سے بہت خوش ہوا اور اُسے کسی قسم کی تکلیف نہ ہونے دی۔ مگر صبح ازل اس بیان کو غلط قرار دیتا ہے وہ کہتا ہے کہ وہ یہاں سخت تکلیف میں رہا۔ بڑی مشکل سے خط و کتابت کی جاتی تھی۔ براؤن کہتا ہے کہ صبح ازل کا بیان صحیح ہے کیونکہ صبح ازل نے خط کے بھیجنے کی ترکیبیں بھی مجھے بتائیں بعض وقت تو چٹھی کو واٹر پروف میں بند کر کے دودھ میں ڈال کر بھیجتے تھے اور بعض وقت اخروٹ کے چھلکے میں بند کر کے دودھ یا پھل اخروٹ وغیرہ لے جاتے اور وہاں کے سنتریوں کو دودھ پلا کر یا پھل کھلا کر کہتے کہ یہ بقیہ دودھ یا پھل اجازت ہو تو اس قیدی کو بھی دے دیں۔ اگر اجازت مل جاتی تو اُسے دے دیتے تھے ورنہ واپس لے آتے تھے۔ اس سختی کی وجہ سے جیلہ چہریق کا نام غلاط شداد رکھا گیا تھا۔

مطابق بیان کاظم بیگ ماکو میں چھ ماہ (اور دو دفعہ درمیان میں امتحان کیلئے تبریز لایا گیا) اور چہریق میں اڑھائی سال۔ یہ اس کے آخری تین سال کا حال ہے۔

دعویٰ

براؤن لکھتا ہے کہ اُس کا پہلا دعویٰ یہ تھا کہ میں امام قائم کا باب ہوں۔ میری معرفت اس سے گفتگو ہو سکتی ہے۔ بعد میں اُس نے دعویٰ کیا کہ میں خود ہی امام قائم ہوں۔ اور تعلیمات بہائیہ صہ میں لکھا ہے:۔

"بہت پرانے وقتوں سے ایران میں یہ روایت چلی آرہی تھی کہ

بارہویں امام جو غائب ہو گئے ہیں وہ اپنے فضل کی رو سے اپنے پیچھے اور طالب معتقدوں کو اپنا دیدار دکھانے کے واسطے دنیا میں اس خدمت کے لئے کسی بزرگ اور پرہیزگار آدمی کو مامور رکھتے ہیں۔ اُس آدمی کو وہ اپنی اصطلاح میں باب کا لقب دیتے تھے۔"

پس اسی مشہور روائت کی بناء پر انہوں نے بھی پہلے باب ہونے کا دعویٰ کیا۔ جیسا کہ براؤن نے لکھا ہے۔ بعد میں مہدی ہونے کا دعوےٰ کیا۔ بمقالہ شخصے سیاح سے معلوم ہوتا ہے کہ امام قائم ہونے کا دعوےٰ شیراز کے امتحانِ اوّل میں کیا ہے۔ اور تاریخ جدید والا بھی اسی کا مؤید ہے۔ چنانچہ لکھتا ہے :۔

"بعد از آنکہ آنحضرت بقلعہ چہریق تشریف بردند..... آنحضرت نظر باقتضائے زمان ومقتضیات مصلحت وحکمت واستعداد عباد اظہار قائمیت را در چہریق فرمودند۔ اگرچہ بعضے در او آخر زمان توقف ماکو میدانند۔"

یہ حوالہ نقل کرکے براؤن لکھتا ہے کہ البیان کے مطالعہ سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے۔ کیونکہ اُس نے امام قائم ہونے کے دعویٰ کو البیان میں پیش کیا ہے دیکھو بیان باب ۱۷ وحید ۸ اور بیان ماکو میں لکھی گئی ہے۔

اس تحقیق سے ظاہر ہے کہ باب کے دعوئے مہدویت کی مدت کل تین سال ہے۔

واقعۂ قتل مقالہ شخصے سیاح میں لکھا ہے کہ باب چہریق کے قلعہ میں تھا کہ بادشاہ طہران مرض گنٹھیا سے بیمار ہو گیا اور اس کے اختیارات وزیر کو مل گئے تو وزیر نے حمزہ مرزا والی آذربائیجان کو

باب کے قتل کرنے کے متعلق لکھا۔ اُس نے بعض وجوہات کی بنا پر اُس کے قتل کرنے سے معذوری ظاہر کی۔ تب وزیر نے اُس کے برادر مرزا حسن خان کو حکم لکھ بھیجا کہ جعفرؑ کے ماننے والے علماء سے فتوےٰ قتل لیکر باب کو رسّے سے لٹکا کر کرسچن رجمنٹ بلوا کر یکدفعہ فائر کروا کر مار ڈالو۔

بغرض قتل چہریق سے تبریز گرفتار کر کے لایا گیا۔ ملا محمد حقانی و مرزا باقر و مرتضےٰ قلی نے قتل کا فتویٰ دیا۔ باب اور آقا محمد علی قتل کے لئے رجمنٹ کے سپرد کئے گئے۔ باب اور اُس کے معتقدین کو اس قتل کے منصوبہ کی خبر چہریق میں ہی معلوم ہو گئی تھی۔ اس لئے جو ضروری کاغذات یا ہدایات وغیرہ تھیں وہ اپنے معتقدین کے سپرد کر چکا تھا۔ جس کوٹھڑی میں باب تبریز میں بند کیا گیا تھا صبح کو اس کی سیڑھی میں ایک میخ گاڑ کر دو رسّے لٹکائے گئے۔ اور آقا محمد علی اور باب دونوں کو ایسے طریق پر باندھا گیا کہ آقا محمد علی کا سر باب کی چھاتی پر پڑتا تھا۔ بے شمار مخلوق موجود تھی۔ رجمنٹ کی تین صفیں کی گئیں۔ یکے بعد دیگرے تینوں صفوں نے فائر کیا۔ بہت سا دھوآں ہو گیا۔ جب دھوآں جاتا رہا تو دیکھا کہ باب اور آقا محمد علی دونوں محفوظ ہیں[1]۔ اُس وقت سام خان کرسچن نے جو رجمنٹ کا افسر تھا اجازت چاہی

[1] بابی اس کو باب کی کرامت خیال کرتے ہیں حالانکہ یہ اس کی کوئی کرامت نہ تھی بلکہ اصل واقعہ یوں ہے کہ باب قلعہ چہریق میں ہی تھا کہ اُسے اور اسکے معتقدین کو معلوم ہو گیا کہ اُسے کرسچن رجمنٹ سے قتل کروایا جائیگا۔ اس لئے اُس کے معتقدین نے کرسچن رجمنٹ کے افسر سے یہ سمجھوتہ کر لیا تھا کہ فائر بغیر گولی کے کئے جائیں اور سام خان کرسچن کا جلدی سے اجازت طلب کرنا بھی اسی کا مؤید ہے کہ اس سے پہلے کوئی سمجھوتہ ہو چکا تھا ورنہ دوسری دفعہ جو رجمنٹ بلائی گئی اُس کے فائر سے وہ کیوں نہ بچ سکا۔ منہ

کہ میں تو اپنا کام کر بیٹھا۔ مجھے چھوڑ دیئے۔ میں جاتا ہوں۔ اس پر دوسری رجمنٹ بلوائی گئی۔ اور پھر اسی طرح دونوں کو باندھ دیا گیا۔ کرنیل نے فائر کا حکم دیا۔ فائر کیا گیا۔ اس فائر کا یہ اثر ہوا کہ باب کی چھاتی بالکل چر گئی۔ شکل و صورت بدل گئی۔ اور بدن پر سوراخ ہی سوراخ نظر آنے لگے۔ تب اس کی لاش کو گھسیٹ کر باہر ایک گڑھے میں پھینک دیا گیا۔ اور یہ ۲۸ شعبان ۱۲۶۶ سنہ ہجری کا دن تھا۔

کیفیت قتل سے اتفاق کرتے ہوئے تاریخ جدید والا لکھتا ہے کہ

" شہادت کے پیاسے کو تین دن تک کوٹھڑی میں رکھا۔ جس دن اُس نے قتل کیا جانا تھا اُس سے گذشتہ رات کو اپنے دوستوں سے کہا کہ کل یہ لوگ مجھے نہایت بےعزتی اور بےحیائی سے قتل کرینگے۔ اِس لئے تم میں سے ایک شخص اُٹھ کر مجھے قتل کر دے کیونکہ میں بہ نسبت دشمنوں کے ہاتھ سے قتل ہونے کے اپنے دوستوں کے ہاتھوں سے قتل ہونے کو پسند کرتا ہوں۔ سب نے اس قول پر افسوس کا اظہار کیا۔ مگر آقا محمد علی قتل کے لئے اُٹھا ہی تھا کہ باقی ساتھیوں نے اس کے ہاتھ پکڑ لئے۔ اور کہا کہ ایسی جرأت و جسارت مریدوں کی شان کے شایاں نہیں۔ اُس نے جواب دیا میں تو صرف حکم کی تعمیل کرنا چاہتا ہوں۔ اِن کو قتل کرنے کے بعد اپنے آپ کو بھی قتل کر لونگا۔ باب ہنس پڑا۔ اور کہا کہ جسوقت تمہیں اور آقا سید حسین کو کہیں کہ تم بابی ہو تو تم نے انکار کر دینا اور میرے پیغامات جو میں نے تمہیں دیئے ہیں پہنچا دینا۔ دوسرے ساتھیوں نے منظور کر لیا۔ سید حسین خاموش رہا۔ اور محمد علی نے پاؤں پر گر کر

التجاء کی کہ مَیں تو آپ سے علیحدہ نہیں رہنا چاہتا۔ باوجود باب کے منع کرنیکے وہ اسی بات پر مصر رہا۔ آخر باب نے اُسے اجازت دیدی۔ اور مذکورہ بالا طریقے پر وہ دونوں قتل کئے گئے۔"

مصنّف کتاب نے دیباچہ میں لکھا ہے کہ "صحیح روایت ہے کہ بیس ہزار سے بھی زیادہ بابی دردناک عذابوں کے ساتھ مرتد سمجھ کر قتل کئے گئے۔"

یہ روایت بالکل صحیح نہیں اور اس کا کوئی حوالہ نہیں دیا گیا۔ بعض اشخاص اگر قتل بھی کئے گئے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ فرقہ درحقیقت ایک پولیٹکل فرقہ تھا جس نے شاہِ ایران کے خلاف بغاوت کا علم بلند کیا تھا اور ان کا مقصد ابتداء سے بادشاہت حاصل کرنا اور موجودہ بادشاہ کی بغاوت کرنا ہے۔ بابیوں نے بہت سے مقامات پر بغاوت کی۔ ان کا قاعدہ تھا کہ ایک جتھا بنا کر کسی پرانے قلعہ پر قبضہ کر کے بغاوت کا علم بلند کر دیتے تھے۔ مثلاً ۲۸ شعبان ۱۲۶۶ھ کو انہوں نے نیریز میں بغاوت کی اور اسی طرح طبرسی میں پھر سات بابیوں نے ارادہ کیا کہ بادشاہ ناصر الدین کو مار ڈالیں۔ چار تو ڈر گئے مگر تین نے بادشاہ پر حملہ کیا۔ اور اس کو پستول مارا۔ پس اگر کوئی بابی قتل بھی ہوا تو اس کی وجہ بغاوت تھی۔ جو کسی طرح اسلام میں جائز نہیں ہے۔

یہ مختصر سا[1] حال ہے اُس مہدی کا جسے ہمارے بابی یا بہائی دوست پیش کرتے ہیں۔ اب اس کے بعد خاکسار اصل کتاب تحریر کرتا ہے۔ وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب

---

[1] یہ حالات ہم نے بابیوں کی کتب سے لکھے ہیں۔ اور ان کے مخالفین کی تحریروں کو نہیں لیا۔ اس لئے یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ یہ ہمارے مسلمات سے ہیں۔ شمس

دوسرا باب

اُن دلائل کے ردّ میں

جو بہائی نے دراثبات وجود مہدی غیراز مسیح پیش کئے ہیں

اس فرضی مناظرہ میں جس کا ذکر ابتدائے دیباچہ میں کیا جا چکا ہے بہائی مفتی فرضی مناظر نے اِس بات کے ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ مسیح یا مہدی ایک وجود کے دو نام نہیں بلکہ دو وجودوں کے نام ہیں جو آخری زمانہ میں مبعوث ہونگے۔ اِس مدعا کے اثبات کے لئے چار دلائل پیش کئے گئے ہیں جن کو تفصیل وار معہ جوابات بطور مکالمہ کے درج کیا جاتا ہے :-

بہائی پہلی دلیل مہدی کا ذکر بخاری و مسلم میں بصراحت تمام موجود ہے۔ چنانچہ دیکھو لفظ امامکم منکم۔ اور حدیث مسلم جس کا مضمون یہ ہے کہ حضرت عیسیٰؑ سے کہا جائیگا کہ نماز پڑھائیے تو آپ فرمائیں گے۔ اِس امت کی عظمت شان کے سبب تمہارے ہی بعض بعض پر امیر یا اولیٰ ہیں۔ صـ۱۷۔ پس حضرت مسیحؑ کا دوسرے شخص کی نماز میں اقتدار کرنا ہی اس امر کی دلیل ہے کہ مہدی مسیح کے ساتھ ایک علیحدہ شخص ہوگا جو امام ہوگا اور مسیح اس کی اقتدار کرینگے۔ نظرِ انصاف کرو تو قضیہ یہیں طے ہو جاتا ہے۔

احمدی: بخاری کی حدیث وامامکم منکم سے یہ استدلال کرنا کہ مہدی مسیح سے علیحدہ ہوگا مندرجہ ذیل وجوہ سے باطل ہے :-

اوّل :- اِس میں مہدی کا لفظ نہیں امام کا لفظ ہے ۔

دوم :- امام بخاریؒ ان الفاظ کو اپنی صحیح میں باب نزول عیسٰے ابن مریم کے ماتحت لائے ہیں۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اُن کے نزدیک امام سے مراد مسیح ہی ہے ۔ نہ کوئی اور ۔ اور اگر اماکم منکم میں مسیح کے علاوہ کوئی اور امام مہدی وغیرہ مراد ہوتا تو اپنی صحیح میں کسی جگہ ہی مہدی کا باب باندھ کر اُس کے نیچے ان الفاظ کو بیان کر دیتے ۔ مگر ایسا نہیں کیا ۔ جو اس بات کی دلیل ہے کہ اُن کے نزدیک اماکم منکم سے مراد مسیح ہی ہے نہ کوئی اور ۔

سوم :- واماکم منکم میں وٓ تفسیریہ ہے ۔ یعنی مسیح جو نازل ہوگا وہ کہیں باہر سے نہیں آئیگا بلکہ وہ تم میں سے ہی تمہارا امام ہوگا ۔ یعنی امت محمّدیہ سے ہوگا ۔ اور اگر اسے واؤ حالیہ بھی مان لیں جیسا کہ آپ نے مانا ہے تو پھر بھی ہمارے ہی معنے صحیح ہونگے ۔ کیونکہ حالت یا فاعل کی بیان کی جائیگی یا مفعول بہٖ کی ۔ مفعول بہٖ کا تو حدیث میں ذکر نہیں ۔ فاعل کا ہی ذکر ہے جو ابن مریم ہے تو معنے یہ ہونگے کہ ابن مریم اس حال میں نازل ہوگا کہ وہ تم میں سے ہی تمہارا امام ہوگا ۔

تیسری توجیہہ یہ ہوسکتی ہے کہ جملہ اماکم منکم کو ابن مریم کی صفت مان لیا جائے کیونکہ حروف عاطفہ صفت اور موصوف میں تاکید لصوق کیلئے عام طور پر استعمال ہوتے ہیں (ملاحظہ ہو شرح جامی ص۱۷۷)

" قد جوز الزمخشری وقوع الواو بین الموصوف والصفۃ لتاکید اللصوق فی مواضع عدیدۃ من الکشاف"۔ وفی حاشیہ عبدالرحمٰن

" ان الواوَ للجمع فکما یجمع المعطوف بالمعطوف علیہ ذالک یجمع الموصوف بالصفۃ ۔"

اور قرآن مجید میں اس کی مثال وما اھلکنا من قریۃ الا ولھا کتاب معلوم ہے۔ لھا کتاب معلوم قریۃ کی بواسطہ حرف عطف کے صفت واقع ہوئی ہے پس اسی طرح ابن مریم موصوف ہے اور امامکم منکم اس کی صفت ہے۔ عیسٰی ابن مریم تم میں سے تمہارا امام ہونے کی صفت سے متصف ہوکر نازل ہوگا

چہارم :- ہمارے معنوں کی تائید مسلم کی حدیث سے بھی ہوتی ہے ملاحظہ ہو۔ عن ابی ھریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال کیف انتم اذا نزل فیکم ابن مریم فامّکم منکم (مسلم جلد اوّل ص۸۷ مطبوعہ مصر) تمہارا کیا حال ہوگا جب تم میں ابن مریم نازل ہوگا۔ پس وہ تمہارا امام ہوگا اس حال میں کہ وہ تم میں سے ہوگا۔ پس فامّکم میں ضمیر ابن مریم کی طرف ہی راجع ہے۔ نہ کسی اور کی طرف (ملاحظہ ہو مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۴ ص۲۲۲)

"وقال الطیبیؒ فالضمیر فی امّکم لعیسٰی و منکم حال۔" طیبی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ امّکم میں ضمیر غائب عیسٰی کے لئے ہے اور منکم حال ہے۔

پنجم :- بعض علماء کے اقوال بھی ہمارے معنوں کی تائید کرتے ہیں۔ (ملاحظہ ہو لمعات) "ومعنی امامکم منکم انہ یحکم بینکم بسنّۃ نبیّکم لا بالانجیل۔ کہ امامکم منکم سے مراد یہ ہے کہ مسیح تمہارے درمیان انجیل کے ساتھ نہیں بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق حکم کریں گے۔

اسی طرح ابن ابی ذئب نے امامکم منکم کے یہی معنے کئے ہیں (ملاحظہ ہو مسلم جلد اوّل ص۸۲ مطبوعہ مصر)

"قال ابن ابی ذئب تدری ما امّکم منکم قلت تخبرنی قال فامّکم بکتاب ربّکم وسنّۃ نبیّکم۔"

کہ وہ قرآن مجید اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّت کے مطابق تمہاری امامت کرے گا۔

اسی طرح حجج الکرامہ صفحہ ۳۸۲ میں لکھا ہے :-

" وامامکم منکم وظاہر است کہ مراد دریجا امامت نماز نیست۔ بلکہ مراد اتباع عیسےٰ است برائے شریعت محمدیہ۔"

ظاہر ہے کہ امامکم منکم سے نماز کی امامت مراد نہیں ہے بلکہ مراد یہ ہے کہ آنے والا مسیح علیہ شریعت محمدیہ کا متبع ہو گا۔

اسی طرح نواب قطب الدین صاحب تحریر فرماتے ہیں :-

"کہ اگر کوئی یہ کہے کہ امامکم منکم سے کوئی اور امام مراد ہے تو یہ ایک بے ثبوت بات ہے اور متقدمین نے تسلیم کر لیا ہے کہ امامکم منکم سے مراد حضرت عیسیٰؑ ہی ہیں۔"

(ملاحظہ ہو مظاہر حق شرح مشکوٰۃ جلد ۴ صفحہ ۳۸۵)

یہ پانچ وجوہات ایک ناقد بصیر کے سمجھنے کے لئے کافی ہیں کہ بخاری میں مہدی کا قطعاً ذکر نہیں ہے اور پیشکردہ حدیث میں مہدی کا مسیح سے کوئی علیحدہ وجود ثابت نہیں ہوتا۔

(۲) صحیح مسلم کی پیشکردہ حدیث

مسلم کی جس حدیث کو بہائی نے اپنے دعوے کے ثبوت میں پیش کیا ہے اس سے بھی مہدی کا مسیح سے علیحدہ ہونا ثابت نہیں ہوتا۔

اوّل تو اس حدیث پر ایک عقلی طور پر اعتراض پڑتا ہے۔ وہ یہ کہ حدیث میں امیر کے امام نماز ہونے کی خصوصیت تکرمۃ بھذہ الامۃ

بیان کی گئی ہے۔ اور مسلّمہ فریقین ہے کہ نازل ہونے والا مسیح اسرائیلی نہیں ہوگا بلکہ امت محمدیہ سے ہوگا۔ اس لحاظ سے تو وہ خود بھی امیر ہوگا جیسا کہ انّ بعضکم علیٰ بعض امراء سے ظاہر ہے۔ پس تکرمۃ بھٰذہ الامۃ کہہ کر امیر کو مستحق امامت قرار دینا صحیح نہیں ہوسکتا جب کہ وہ خود بھی امتی ہے۔ فافہم

دوم :- اس حدیث میں بھی مہدی کا لفظ نہیں ہے بلکہ امیر کا لفظ ہے اور پھر ایک امیر نہیں بلکہ فقرہ انّ بعضکم علیٰ بعض امراء نے تو سب کا امیر بننا ممکن قرار دیا ہے۔ اور یہ قرین قیاس بھی ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اذا کان ثلثۃ فی سفر فلیؤمّر احدھم (ابوداؤد) کہ جب تین آدمی سفر پر جائیں تو ایک اُن میں سے امیر ہونا چاہیئے۔

سوم :- مسلم کی دوسری حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ خود مسیح موعود ہی نماز پڑھائیں گے۔ (ملاحظہ ہو مشکوٰۃ مطبوعہ مجتبائی ص ۴۶۶)

" فبیناھم یعدون للقتال ویسوون الصفوف اذا اقیمت الصلوٰۃ فینزل عیسیٰ ابن مریم فامّھم۔" (رواہ مسلم)

اس حال میں کہ وہ قتال کی تیاری کر رہے ہونگے۔ اور صفوں کو برابر کر رہے ہونگے کہ نماز کھڑی کی جائیگی۔ اس وقت عیسیٰ ابن مریم نازل ہونگے۔ تو وہ اُن کے امام ہونگے۔ اور نیز نماز کی امامت کے متعلق علامہ تفتازانیؒ نے شرح عقائد میں لکھا ہے کہ

" والاصح انّ عیسیٰ یصلی بالناس ویقتدی بہ المھدی لانّہ افضل وامامتہ اولیٰ۔"

اصح بات یہی ہے کہ عیسیٰؑ لوگوں کو نماز پڑھائیں گے اور مہدی ان کا مقتدی ہوگا۔ کیونکہ مسیح افضل ہے اور اس کی امامت اولیٰ ہے۔

پس مسلم کی حدیث سے مہدی کے وجود پر استدلال کرنا بھی ان ہر سہ وجوہ سے جائز نہیں اور مسلم کی دوسری روایت نے تو معاملہ ہی بالکل صاف کر دیا کہ کوئی خاص امام یا امیر وغیرہ نہیں ہو گا بلکہ مسیح خود ہی نماز پڑھائینگے امام بخاریؒ نے تو صرف امامکم منکم پر ہی اکتفا کیا ہے۔ اور باقی تمام احادیث مہدی کو جرح سے خالی نہ پاکر اپنی صحیح میں جگہ نہیں دی۔ اور جس طور سے لوگوں میں مہدی کا عقیدہ رائج ہو گیا تھا ان کی غلطی کو بھی امامکم منکم کے لفظ سے واضح کر دیا اور بتا دیا کہ مسیح کے ساتھ کوئی خاص طور پر امام نہیں ہو گا بلکہ وہ خود ہی امام ہو گا۔ اور اس کے ساتھ ہی یہ بھی فیصلہ کر دیا کہ وہ اسرائیلی مسیح نہیں ہو گا بلکہ تم میں سے یعنی امت محمدیہ کا ایک فرد ہو گا۔ اور یہ مسلمہ مسئلہ ہے کہ بخاری اور مسلم کی متفقاً علیہا احادیث مقدّم ہیں اور صحیحین سے مہدی کا مسیح سے کوئی علیحدہ وجود ثابت نہیں ہوتا۔ اور اگر ان کے خلاف کوئی اور حدیث ہو تو وہ قابل قبول نہیں ہو سکتی۔ نظر انصاف کرو تو سارا قضیہ یہیں طے ہو جاتا ہے۔

بہائی۔ دوسری دلیل ہرگز ممکن نہ تھا کہ حسب حدیث لا تجتمع امتی علی الضلالۃ۔ یہ امر تمام امت محمدیؐ سُنّی و شیعہ کا متفقہ عقیدہ ہو جاتا۔ ص ۱۳

احمدی: اوّل یہ حدیث ضعیف ہے۔ کما قالہ النووی انہ حدیث ضعیف (ملاحظہ ہو شرح شرح نخبۃ الفکر مطبوعہ لاہور ص ۲۱)

دوم مسلم الثبوت جلد ۲ ص ۱۶۸ میں امام احمد بن حنبلؒ کا یہ قول درج ہے۔ قال احمد من ادعی الاجماع فھو کاذب۔ کہ جو شخص (صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بعد) اجماع کا دعویٰ کرے کہ فلاں عقیدہ پر تمام امت کا

اجماع ہے وہ جھوٹا ہے۔
سوم: معتزلہ وغیرہ فرقے جنہیں امام ابو محمد علی ابن احمد بن حزم نے جو ائمہ اہل سنت سے ہیں اپنی کتاب الفصل فی الملل والنحل جلد ۴ صلا میں مسلمان مانا ہے مہدی کے منکر ہیں۔ پس امت کا اجماع نہ رہا۔
چہارم: اگر کسی بات پر اجماع ثابت بھی ہو جائے۔ تو پھر بھی اس سے یہ ثابت نہیں ہو سکتا کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بات کہی ہے۔ جیسا کہ شرح شرح نخبۃ الفکر صلا۲ میں لکھا ہے:۔
"ولا یلزم من اجماع الامۃ علی العمل بما فیھما اجماعھم علی انہ من کلام النبی صلی اللہ علیہ وسلم انتھی کلام النووی"
نووی نے کہا ہے کہ جو صحیحین میں پایا جاتا ہے اس پر امت کے اجماعی طور پر عمل کرنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ یقیناً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام ہے۔
پنجم: اس بارہ میں کہ کوئی مہدی آخر الزمان مسیح موعود کے علاوہ ہوگا کبھی اجماع نہیں ہوا جیسا کہ حجج الکرامہ صلا۳۸۷ سے ظاہر ہے:۔
"حافظ ابن قیم در منار فرمودہ کہ مردم در مہدی بر چہار قول مختلف اند یکے آنکہ مہدی مسیح ابن مریم است و در حقیقت مہدی اوست۔"
حافظ ابن قیم اپنی کتاب منار میں تحریر فرماتے ہیں کہ لوگ مہدی کے بارہ میں چار اقوال پر مختلف ہیں۔ ایک قول تو یہ ہے کہ مسیح ابن مریم مہدی ہے اور در حقیقت مہدی وہی ہے۔
"دوم آنکہ مراد بمہدی خلیفہ عباسیہ است کہ بود و گذشت"
اور بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ مہدی سے مراد خلیفہ عباسیہ تھا۔ جو

ہو چکا ہے - اب کوئی مہدی نہیں -

مذکورہ بالا خمسہ وجوہات سے ظاہر ہے کہ مسیح کے علاوہ آخری زمانہ میں کسی مہدی کے ہونے پر سُنّی و شیعہ کا اجماع قرار دینا سخت جہالت و نادانی ہے -

بہائی۔ تیسری دلیل پس جس طرح کہ وہاں ایلیا کا آنا ضروری تھا اور ایلیا مسیح سے پہلے آیا - اسی طرح لفظ کما کی مشابہت کے سبب یہاں بھی مہدی کا آنا مسیح سے پہلے ضروری ہے بلکہ مشابہت اتم تو جب ہے کہ یہاں بھی مسیح مہدی سے بپتسمہ لے - یعنی بیعت کرے - اصلاً حدیث میں بھی اسی بات کی طرف اشارہ ہے - کہ مہدی کے پیچھے عیسٰی نماز پڑھیں گے - ص۳۸

احمدی - مشابہت کے لئے ضروری نہیں ہوتا کہ ادنٰی ادنٰی باتوں میں بھی مشابہت پائی جائے - دیکھو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مثیل موسٰیؑ تھے - جیسا کہ آیت انا ارسلنا الیکم رسولًا شاھدًا علیکم کما ارسلنا الٰی فرعون رسولًا سے ظاہر ہے مگر حضرت موسٰی علیہ السلام کے ساتھ تو آپ کے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام نبی بنائے گئے تھے جیسا کہ آیت ووھبنا لہ من رحمتنا اخاہ ھارون نبیًا سے عیاں ہے - پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کسی کو نبی نہ بنایا گیا - پس اسی طرح یہ ضروری نہیں کہ مثیل یحیٰی کو مثیل مسیحؑ کے ساتھ ہی بھیجا جاتا - اور نہ ہی مثیل مسیح کے لئے یہ جائز تھا کہ وہ مثیل یحیٰی کی بیعت کرے - کیونکہ مسیح موعود کے متعلق تو مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ وہ نبی ہونگے [1] اور اُن کے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

[1] دیکھو حجج الکرامۃ ص۳۸۵ و ص۴۶۶ -

مثیل یحییٰ کے غیر نبی ہونے کی وجہ سے
کے درمیان کوئی نبی نہیں ہوگا۔ پس مثیل یحییٰ کے غیر نبی ہونے کی وجہ سے
مسیح موعود نبی ہو کہ اس کی بیعت نہیں کر سکتا تھا اور نہ ہی اس کا
مطیع ہو سکتا تھا۔ کیونکہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ وما ارسلنا من رسول
الّا لیطاع باذن اللّٰہ کہ ہم نے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر اسی لئے کہ
تا وہ خدا تعالیٰ کے اذن سے مطاع بنایا جائے۔ پس اگر مسیح امتِ محمّدیہ
مثیل یحییٰ کی جو غیر نبی تھا بیعت کرتا تو یہ قرآن مجید کے خلاف تھا۔

بہائی:- چنانچہ اس مشابہت کی اہمیت آپ لوگوں کے دلوں
میں بھی جو خود احمدی فرقے سے ہیں بہت ہے۔ اور اگرچہ اس کمی کو پورے
طور سے محسوس بھی کر رہے ہیں۔ مگر کھینچ تان کر بھی یہ نقصان کسی طرح
پورا نہیں ہوتا اور معاملہ یوں اور بھی بگڑ گیا۔ کہ خود حضرت مرزا صاحب
مغفور نے اس قسم کی کوشش نہ کی۔ ہاں صاحب عسلِ مصفیٰ لکھتے ہیں۔
"کہ سید احمد صاحب بریلوی مسیح موعود سے پہلے اسی طرح آئے جس طرح
حضرت مسیح ناصری سے پہلے حضرت یحییٰ بن زکریّا۔ حضرت الیاس یا ایلیا
کے بروز بن کر آئے تھے اور مسیح کے لئے راستہ صاف کرنے کے لئے معیّن
ہو چکے تھے۔" کاش مرزا صاحب کو بھی یہی سوجھ جاتی تو اچھا ہوتا
اور صاحب عسلِ مصفیٰ پر تو یہی مصرع زیبا ہے ؎

سوجھی مگر افسوس بہت دیر میں سوجھی

پس واضح ہو گیا کہ اس کمی کو پورا کرنے میں احمدی صاحبان بھی سرگردان
ہیں کہ کس کو یحییٰ بنائیں۔ ص۳۹

احمدی:- عبارت بالکل صاف ہے مطلب واضح ہے اور مفتی صاحب
نے اپنے اترانے اور بے جا ناز کرنے کی وجہ سے جو پیش کی ہے وہ یہ ہے کہ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کسی کو مثیل یحیٰ قرار نہیں دیا۔ لہٰذا معاملہ بہت بگڑ گیا۔ اصل بات یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کو اس مفتی کی ذلت منظور تھی۔ جو اُس نے اس زور اور تحدّی کے ساتھ اس بات کو پیش کیا اور اُس کے اس کذب کا اظہار کرنا مقصود تھا جو اُس نے آغاز تقریر میں بولا تھا کہ "آپ کے فرقہ کی اکثر کتابیں میری نظر سے گذر چکی ہیں اور نہایت تدبّر کے ساتھ آپ کے دلائل و براہین کو جن پر آپ کے ارکانِ جماعت کا پورا اعتماد ہے میں نے جانچ لیا ہے۔ ص۱"

لو اب ذرا تھوڑی دیر کے لئے اپنی آنکھوں سے جہالت کی عینک اتار کر علیحدہ رکھ دو۔ اور جو قول مرسل یزدانی امام ربّانی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا میں تحریر کرتا ہوں اُسے بغور دیکھ کر اگر کچھ شرم و حیا باقی ہو تو عرق ندامت سے غسل نہیں تو وضو ہی کر لو۔

(ملاحظہ ہو تحفہ گولڑویہ ص۱۰۰ و ص۱۰۱ ایڈیشن دوم)

"یاد رہے کہ اسلام کا بارھواں خلیفہ جو تیرھویں صدی کے سر پر ہونا چاہیئے وہ یحیٰ نبی کے مقابل پر ہے (جس کا ایک پلید قوم کیلئے سر کاٹا گیا۔ سمجھنے والا سمجھ لے) اس لئے ضروری ہے کہ بارھواں خلیفہ قریشی ہو۔ جیسا کہ حضرت یحیےٰ اسرائیلی ہیں۔ لیکن اسلام کا تیرھواں خلیفہ جو چودھویں صدی کے سر پر ہونا چاہیئے جس کا نام مسیح موعود ہے اس کے لئے ضروری تھا کہ وہ قریش میں سے نہ ہو جیسا کہ حضرت عیسیٰ اسرائیلی نہیں۔ سید احمد صاحب بریلوی سلسلہ خلافتِ محمدیہ کے بارھویں خلیفہ ہیں جو حضرت یحیےٰ کے مثیل ہیں اور سید ہیں۔"

اب اگر کسی شخص کے دل میں یہ وسوسہ اُٹھے کہ سید احمد بریلویؒ نے توثیل یحیٰے ہونے کا دعوٰی نہیں کیا - صرف مسیح موعود کے کہنے سے مثیل یحیٰے کیسے ہو سکتے ہیں - تو اس وسوسہ کا جواب یہ ہے کہ حضرت یحیٰی نے بھی ملاکی نبی کی کتاب کے موافق ایلیاہ ہونے کا دعوٰی نہیں کیا تھا - جیسا کہ لکھا ہے :-

" یوحنا نے اقرار کیا کہ میں تو مسیح نہیں ہوں - انہوں نے اُس سے پوچھا - پھر تُو کون ہے - کیا تُو ایلیاہ ہے - اُس نے کہا میں نہیں ہوں کیا تو وہ نبی ہے - اُس نے جواب دیا کہ نہیں - "

(یوحنا باب ۱ آیت ۲۰)

لیکن باوجود اُس کے انکار اور یہودیوں کے اصرار پر کہ وہ ایلیاہ کہاں ہے جس کا ذکر ملاکی نبی کی کتاب میں ہے - مسیح ناصری نے جواب دیا -

" سب نبیوں اور تورات نے یوحنا تک نبوت کی - اور چاہو تو مانو - ایلیاہ جو آنے والا تھا وہ یہی ہے - "

(متی باب ۱۱ آیت ۱۴)

پس اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی بتا دیا کہ مثیل یحیٰے سید احمد صاحب بریلوی ہیں - چاہو تو مانو - اور کوئی مسیح موعود کے ساتھ علیحدہ مہدی نہیں ہے -

پھر اگر کوئی شخص یہ اعتراض کرے کہ حضرت یحیٰے نے تو مسیح کے ظہور کی خبر دی تھی سید احمد بریلویؒ نے مسیح کے ظہور کی خبر کیوں نہ دی ؟

اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ سید احمد صاحب بریلوی کا تیرھویں صدی کے سر پر آنا ہی اِس بات کا ثبوت ہے کہ اب مسیح موعود مبعوث ہوگا

کیوں کہ قرآن مجید اور احادیث اور اقوال علماء وغیرہ سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ مسیح موعود کی بعثت چودھویں صدی کے سر پر ہو گی -

دوسرے وہاں پیشگوئی تھی کہ یحییٰ مسیح کے آنے کی خوشخبری دے گا - اور اُس کا مصدق ہو گا - مگر قرآن مجید و احادیث صحیحہ میں کوئی ایسی پیشگوئی نہ تھی کہ مثیل یحییٰ مسیح موعود کے ظہور کی خبر دیگا - خود قرآن مجید و آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی اُس کے ظہور کی خوشخبری دے دی تھی -

تیسرے خدا تعالیٰ نے سلسلہ موسویہ میں مسیح کے ظہور کی خبر دینے کا کام بنی اسرائیل کے ایک نبی سے لیا - مگر مسیح موعود کے ظہور کی خبر دینے کا کام بزرگان دین سے لیا - کئی بزرگوں نے حضرت مسیح موعود و مہدی معہود کے ظہور کی خبر دی تھی - ایک دو مثالیں بھی پیش کر دوں تو خالی از فائدہ نہ ہوگا -

(۱) حافظ برخوردار سکنہ موضع چیٹی شیخاں ضلع سیالکوٹ جو پنجاب میں اپنے زمانہ میں اوّل درجہ کے فقیہہ مانے گئے ہیں اور بڑی شہرت رکھتے تھے اور عالم حدیث و فقہ تھے اور لوگ ان کو اہل اللہ میں شمار کرتے ہیں اور متقی اور راستگو سمجھتے ہیں اور علماء میں وہ ایک خاص عزت کی نظر سے دیکھے جاتے ہیں انہوں نے اپنی مشہور کتاب "انواع" میں لکھا ہے ؎

پچھے اک ہزار دے گذرے ترے سے سال
عیسےٰ ظاہر ہوسیا کرسی عدل کمال

(ترجمہ) جب سن ہجری کے تیرہ سو سال گذر جائیں گے تو چودھویں صدی کے سر پر عیسےٰ ظاہر ہو جائیگا - جو کامل عدالت کرے گا - یعنی دکھا دے گا کہ صراط مستقیم یہ ہے -

(۲) اِسی طرح میاں صاحب کوٹھے والے ایک بہت بڑے بزرگ مشہور ہیں

انہوں نے اپنے بہت سے مریدوں کے سامنے بیان کیا کہ مہدی پیدا ہو گیا ہے۔ اس کی زبان پنجابی ہے۔ اس واقعہ کے بہت سے گواہ ہیں جنہوں نے یہ الفاظ اُن سے سُنے۔ چند شخصوں کی شہادتیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے درج کی ہیں۔ جن میں سے ایک یہ بھی ہے جو مولوی حمید اللہ صاحب ملا سوات نے لکھی ہے۔ اصل الفاظ فارسی میں ہیں۔ جن کا ترجمہ یہ ہے۔

مَیں بحکم آیت ولا تکتموا الشھادۃ ومن یکتمھا فانہ اٰثم قلبہ۔ خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر لکھتا ہوں کہ حضرت صاحب کوٹھے والے اپنی وفات سے ایک دو سال پہلے یعنی ۱۲۹۲ھ یا ۱۲۹۳ھ میں اپنے چند خواص میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اور ہر ایک باب میں معارف و اسرار میں گفتگو شروع تھی ناگہاں مہدی معہود کا تذکرہ درمیان آگیا۔ فرمانے لگے کہ مہدی معہود پیدا ہو گیا ہے مگر ابھی ظاہر نہیں ہوا۔ اور قسم بخدا یہی اُن کے کلمات تھے۔ اور مَیں نے سچ سچ بیان کیا ہے۔ نہ ہوائے نفس سے۔ بجز اظہارِ حق اور کوئی غرض درمیان نہیں۔ اُن کے مُنہ سے یہ الفاظ افغانی زبان سے نکلے تھے۔

" چہ مہدی پیدا شوے دے او وقت ظہور ندے "

یعنی مہدیٔ معہود پیدا ہو گیا ہے۔ لیکن ابھی ظاہر نہیں ہوا۔ بعد اس کے حضور موصوف نے سلخ ذی الحجہ ۱۲۹۴ھ میں وفات پائی۔

اسی طرح حافظ قرآن نور محمدؐ نام اصل متوطن گڑھی امازئی نے شہادت دی کہ آپ ایک دن وضو کر رہے تھے۔ مَیں آپ کے روبرو بیٹھا ہوا تھا جب آپ نے فرمایا کہ خدا کی طرف سے جو ایک بندہ تجدید دین کے لئے مبعوث ہوا کرتا ہے وہ پیدا ہو گیا ہے۔ اور ہماری باری چلی گئی ہے۔ مَیں اس لئے کہتا ہوں کہ ہم کسی غیر کے زمانہ میں ہیں۔ پھر فرمانے لگے کہ وہ ایسا ہوگا

کہ مجھ کو تو کچھ تعلق مخلوق سے بھی ہے۔ اُس کو کسی کے ساتھ تعلق نہیں ہوگا اور اُس پر اس قدر شدائد اور مصائب آئیں گے جن کی نظیر گذشتہ زمانہ میں نہ ہوگی۔ مگر اُس کو کچھ پرواہ نہ ہوگی۔ اور سب طرح کی تکالیف اور فساد اُس وقت ہونگے مگر اس کو پرواہ نہ ہوگی۔ زمین و آسمان مل جائیں گے اور اُلٹ پلٹ ہو جائینگے۔ اس کو پرواہ نہ ہوگی۔

(۳) ایسا ہی ایک بزرگ گلاب شاہ نامی موضع جمال پور ضلع لدھیانہ میں گذرے ہیں۔ انہوں نے چند لوگوں کے پاس اپنا کشف بیان کیا۔ اُسکی گواہی اُن کے مرمایہ ایک بزرگ کریم بخش نے دی کہ مجذوب گلاب شاہ نے آج سے تیس برس پہلے (جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام قریباً ۴۰ برس کے تھے) خبر دی تھی کہ عیسٰے جو آنے والا تھا وہ پیدا ہو گیا ہے اور قادیان میں ہے۔ تب میں نے کہا کہ عیسٰی تو آسمان سے اُتریں گے۔ وہ کہاں پیدا ہو گیا ہے۔ تب انہوں نے جواب دیا کہ جو آسمان پر بلائے جاتے ہیں وہ واپس نہیں آیا کرتے۔ اُن کو آسمانی بادشاہت مل جاتی ہے۔ وہ اُس کو چھوڑ کر واپس نہیں آتے۔ بلکہ آنے والا عیسٰی قادیان میں پیدا ہوا ہے جب وہ ظاہر ہوگا تو قرآن کی غلطیاں نکالے گا۔ میں دل میں ناراض ہوا اور کہا کہ کیا قرآن میں بھی غلطیاں ہیں۔ تب اُس نے کہا۔ تو میری بات نہیں سمجھا۔ قرآن کے ساتھ جھوٹے حاشیے ملائے گئے ہیں وہ دُور کرے گا یعنی جب وہ ظاہر ہوگا جھوٹی تفسیریں جو قرآن کی کی گئی ہیں اُن کا جھوٹ ثابت کردیگا اس عیسٰی پر بڑا شور ہوگا اور تُو دیکھے گا کہ مولوی کیسا شور مچائیں گے یاد رکھ کہ تُو دیکھیگا کہ مولوی کیسا شور مچائیں گے۔

لہ پہلے اُن کا خیال تھا کہ اس قادیان میں ظاہر ہوگا جو ضلع لدھیانہ میں ہے۔ مگر

اسی طرح اور بھی بہت سے اہل کشوف نے حضرت مسیح موعودؑ کے ظہور کی خبر دی بعض نے تو مہدی کر کے خبر دی اور بعض نے مسیح موعود کہکر۔ اور اہل کشوف کے کشوف کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر صادق آنا بھی اس بات کی دلیل ہے کہ مہدی اور مسیح ایک ہی شخص کے دو نام ہیں۔ اسی لئے بعض نے تو مہدی کہکر خبر دی اور بعض نے مسیح۔ فافہم

بہائی:۔ مرزا صاحب مغفور براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۱۲۵ میں سید احمد صاحب بریلویؒ کا اس طرح ذکر فرماتے ہیں:۔

"سید احمد صاحب بریلوی کی نسبت بھی کچھ ایسے ہی اُن کے گروہ کے خیالات ہیں لوگوں میں آج تک شائع ہیں۔ وہ بھی عیسٰی کی طرح پھر آئیں گے۔ اور اگرچہ وہ پہلی آمد میں حضرت عیسٰی کی طرح ناکام رہے مگر دوسری مرتبہ خوب تلوار چلائیں گے۔ اصل بات یہ ہے کہ جو لوگ بڑے بڑے دعوے کر کے ناکام اور نامراد دنیا سے چلے گئے اُن کی پردہ پوشی کے لئے یہ باتیں بنائی گئیں۔"

یہاں سید احمد صاحب کا ذکر جو مرزا صاحب نے کیا ہے وہ صاف ذم کا پہلو لئے ہوئے ہے۔ ظاہر ہے کہ حضرت مرزا صاحب کو وہ نہ سوجھی جو صاحب عسل مصفٰی کو سوجھی۔ ص۴۰

احمدی۔ براہین احمدیہ حصہ پنجم کی مذکورہ بالا عبارت سے جو استدلال بابی نے کیا ہے وہ دو وجہ سے غلط ہے۔

بقیہ حاشیہ ص۲۵۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دعویٰ کیا اور آپ لدھیانہ گئے تو اس بزرگ نے اس شہادت کو ادا کیا۔ اور بیعت کی اور اُس نے اپنی آنکھوں سے مولویوں کے شور کو دیکھ لیا [illegible]

ایک تو اس لئے کہ اگر سید احمد صاحب حضرت مسیح موعودؑ کے نزدیک اِس لئے مثیل یحییٰؑ نہیں ہو سکتے کہ آپؑ نے اُن کی مذمت کی ہے تو اسطرح آپ مثیل علیٰؑ بھی نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ ان کا بھی ساتھ ہی ذکر کیا ہے معلوم ہُوا کہ حضرت مسیح موعودؑ کا اس عبارت سے وہ منشاء نہیں جو بابی نے اپنی خوش فہمی سے سمجھ لیا ہے۔ دوسرے حضرت مسیح موعودؑ کے حوالہ سے ثابت کیا جا چکا ہے کہ آپ نے سید احمد صاحب بریلویؒ کو مثیل یحییٰ قرار دیا ہے۔

یہاں حضرت مسیح موعودؑ جاہلوں کے خیالات کا ردّ کر رہے ہیں۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں بعض لوگوں کو ایسی صفات دیتے ہیں جن سے اُن کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک طرح فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ جیسا کہ آپ نے مذکورہ بالا عبارت سے پہلے ایسے لوگوں کا ذکر کیا ہے جو کہتے ہیں کہ کوئی زندہ آدمی آسمان پر چلا گیا یا گُم ہو گیا۔ یہ بھی ایک پُرانا خیال پایا جاتا ہے جس کے پہلے دفتوں میں کچھ اَور معنے تھے۔ اور پھر جاہلوں نے سمجھ لیا کہ درحقیقت کوئی شخص مع جسم آسمان پر چلا جاتا ہے اور پھر آتا ہے۔ سید احمد صاحب بریلوی کی نسبت الخ اور اس عبارت کے بعد آپ فرماتے ہیں:۔

"ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کوئی اعتقاد نہیں رکھتا کہ آپ بھی پھر آئیں گے کیونکہ آنجنابؐ نے اپنی آمد اوّل میں ہی کافروں کو وہ ہاتھ دکھائے جو اب تک یاد کرتے ہیں۔ اور پوری کامیابی کے ساتھ آپ کا انتقال ہُوا۔"

اُمید ہے کہ ہمارے اوپر کے بیان سے بہائی اپنے اعتراض کی سخافت کو

سمجھ جائیں گے اور تھوڑا سا شرمائیں گے۔

کنز العمال جلد ۷ ص۱۸۷ میں مذکور ہے۔ لن تھلک امۃ الحدیث۔ کہ یہ امت ہرگز ہلاک

بابی۔ چوتھی دلیل

نہیں ہوگی جس کے اول میں میں اور آخر میں عیسیٰ ابن مریم اور درمیان میں مہدی ہے۔ مطلب حدیث کا یہ ہے کہ یہ امتِ مرحومہ تین بابرکت وجودات سے مستفیض ہوگی۔ شروع میں تو حضرت خاتم النبیین اور آخر میں مسیح اور ان دونوں کے وسط میں امام مہدیٔ آخرالزمان ہیں۔ پس واضح ہوا کہ مہدی و عیسیٰ دو الگ الگ وجود ہیں۔ ص۴۷

احمدی:۔ اس حدیث سے بھی یہ ثابت نہیں ہوتا کہ مسیح موعود کے وقت میں کوئی علیحدہ مہدی ہوگا۔

اول: اس لئے کہ حدیث میں اُمت کے تین حصے بیان کئے گئے ہیں امت کا اول اور اس کا وسط اور امت کا آخر۔ اول حصہ میں آنحضرتؐ وسط میں مہدی اور آخر میں مسیح۔

اب آپ فرمائیں کہ مہدی اور مسیح کا زمانہ جیسا کہ احادیث میں لکھا ہے ایک قرار دیا جائے اور جیسا کہ آپ بھی "برہان صریح" کے ص۴۱ میں تسلیم کرتے ہیں۔ مہدی وسط اُمت میں کیسے ہو سکتا ہے کیونکہ مسیح کا زمانہ امت کا آخر ہے اور امت کا آخر امت کا وسط نہیں ہو سکتا اور حدیث میں امت کے وسط میں مہدی کا آنا قرار دیا گیا ہے۔

دوم: دوسری احادیث سے ظاہر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وسط امت میں کسی مہدی کا آنا بیان نہیں کیا۔ ملاحظہ ہو۔

(۱) کیف تھلک امۃ انا اولھا وعیسی ابن مریم اٰخرھا (کنز العمال)

وہ اُمت کیسے ہلاک ہو سکتی ہے جس کے اوّل مَیں ہوں اور عیسٰی ابن مریم اُس کے آخر میں ہے۔

(۲) ولن یخزی اللہ اُمۃ انا اوّلھا وعیسی ابن مریم اٰخرھا۔ (اخرجہ الحاکم فی المستدرک) خدا تعالیٰ اس اُمت کو ذلیل نہیں کرے گا جس کے ابتداء میں مَیں اور اس کے آخر میں مسیح ہے۔

(۳) امتی کالمطر لا یدری اوّلہ خیر ام اٰخرہ۔ (حجج الکرامہ ص ۳۸۶) میری امت بارش کی طرح ہے۔ یہ نہیں معلوم ہو سکتا کہ اس کا اوّل حصّہ بہتر ہے یا آخری حصّہ۔

(۴) خیر ھٰذہ الامۃ اوّلھا و اٰخرھا اوّلھا فیھم رسول اللہ و اٰخرھا فیھم عیسی ابن مریم و بین ذٰلک فیج اعوج لیسوا منّی ولست منھم۔ (حجج الکرامہ ص ۴۲۳)

اس امت کا اوّل اور آخر بہتر ہے۔ اوّل میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور اس کے آخر میں مسیح ہے۔ اور درمیانی زمانہ فیج اعوج کا ہے۔ وہ لوگ مجھ سے نہیں اور نہ مَیں اُن سے ہوں۔

ان احادیث سے ظاہر ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اُمت کے بڑے عظیم الشان گروہ دو ہی بیان فرمائے ہیں۔ ایک اپنے وقت کا۔ دوسرا مسیح کے وقت کا۔ اور اسی کی تائید قرآن مجید کی آیت ثلّۃ من الاوّلین و ثلّۃ من الاٰخرین سے ہوتی ہے۔ اور افراد کاملہ جو اہل اللہ اور مجدّدین درمیانی زمانہ میں ہیں جو فیج اعوج کے نام سے موسوم ہے بوجہ اپنی کمی مقدار اور کثرت اشرار و فجار و ہجوم افواج بد مذاہب و بدعقائد و بد اعمال شاذ و نادر کے حکم میں سمجھے گئے ہیں۔ گو دوسرے

قرنوں کی نسبت درمیانی زمانہ کے صلحائے اُمت بھی باوجود طوفان بدعات کے ایک دریائے عظیم کی طرح ہیں۔ مگر سورۃ جمعہ سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ امت محمدیہ کے دو ہی عظیم الشان گروہ ہیں۔ ایک گروہ صحابہؓ کا۔ اور دوسرا گروہ جماعت مسیح موعود کا۔ کیونکہ یہ دونوں گروہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ کے تربیت یافتہ ہیں۔ کسی اپنے اجتہاد کے محتاج نہیں۔ وہ یہ کہ پہلے گروہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم موجود تھے جو خدا تعالے سے براہ راست ہدایت پاکر وہی ہدایت نبوت کی پاک توجہ کے ساتھ صحابہ رضی اللہ عنہم کے دل میں ڈالتے تھے اور اُن کے لئے مربی بے واسطہ تھے۔ اور دوسرے گروہ میں مسیح موعودؑ بروز آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔ جو خدا تعالے سے الہام پائیگا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت سے فیض اٹھا کر اس گروہ کی تربیت کریگا جیسا کہ آیت و آخرین منھم لما یلحقوا بھم سے بھی سمجھا جاتا ہے۔

سوم: یہ حدیث اگرچہ ضعیف ہے۔ لیکن تاہم قرآن مجید اور باقی احادیث سے اِس کی یوں تطبیق ہوسکتی ہے کہ المھدی پر آل جنسی مان کر اس سے مراد صالحین امت محمدیہ مراد لئے جائیں۔ جو کہ فیج اعوج کے زمانہ میں ہوئے۔ مہدی کے معنے مرد صالح کے بھی ہوتے ہیں۔ جیسا کہ جناب خود "برہان صریح" کے صلا۴۴ میں لکھ چکے ہیں۔

"لفظِ مہدی دلالتِ وضعی و مطابقی کی رو سے ہر ایک مرد صالح پر استعمال ہوسکتا ہے۔"

نیز حجج الکرامہ صلا۳۹۲ میں لکھا ہے:۔

"اطلاق مہدی بر مرد صالح ہم مے آید۔"

پس والمهدی فی اوسطها سے مراد صلحائے امتِ محمدیہ ہیں۔ جو فیج اعوج کے زمانہ میں ہوئے۔

چہارم: اگر آپ ضد کریں کہ مسیح کے ساتھ جو مہدی ہوگا۔ وہی وسط میں ہے تو یہ بالبداہت باطل ہے۔ البتہ منصور کا بیٹا "المہدی" جس نے ۱۶۹ھ میں وفات پائی (برہان صریح ص۲۹) صرف درمیان ہونے کے معنوں میں مراد لیا جائے تو ہو سکتا ہے۔ اور اگر عین وسطِ اُمت مُراد لیں تو سیّد عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ پر یہ پیشگوئی صادق آتی ہے جو قریباً وسطِ امت میں ہوئے ہیں اور چھٹی صدی میں اُن کی وفات ہوئی ہے۔ اور اُن کے متعلق لکھا ہے:۔

"ولم یشارکه فی احواله ومقاماته واسراره سوی الانبیاء علیهم السّلام ولیس لاحد علیه منة فی هٰذا الطریق سوی الله عزّ وجلّ و رسول الله صلی الله علیه وسلم۔"

کہ آپ کے احوال و مقامات و اسرار میں سوائے انبیاء کے کوئی شریک نہیں ہوا۔ اور ان مقامات کے حصول کرنے کے رستہ میں آپ پر بجز اللہ تعالیٰ و آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی کا احسان نہیں۔ اور آپ کے قول قدمی هٰذا علیٰ رقبة کلّ ولیّ (بہجتہ الاسرار ص۱) سے ظاہر ہے کہ آپ اولیاء کے سردار ہیں۔ اور آپ فرماتے ہیں ؎

وکلّ ولیّ له قدم وانّی
علیٰ قدم النّبی بدر الکمال

اس میں آپ نے فنا فی الحقیقة المحمّدیّة کی طرف اشارہ فرمایا ہے اور نیز آپ سے اسلام کو بڑی مدد پہنچی۔ اور کئی غیر اقوام آپ کی ولایت

و تقرب الی اللہ کے قائل ہیں - اور نیز آپ تھے بھی بنی فاطمہؓ سے اور حسب ونسب کے لحاظ سے آپ حسینی اور حسنی اور صدیقی اور فاروقی تھے۔

پس والمھدی فی اوسطھا سے مراد سید صاحب موصوف ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ ابن عمرؓ سے روایت ہے - المھدی من یّھدی ویصلح بہ الناس۔ کہ مہدی وہ ہے جس سے لوگ ہدایت پائیں اور اصلاح پکڑیں اس حدیث سے آخری زمانہ کا مہدی و مسیح (جو ہمارے نزدیک ایک وجود کے دو نام ہیں اور آپ کے نزدیک دو شخص ہیں) مراد نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ اُن کا زمانہ ایک ہے - اور اس کو آپ تسلیم بھی کر چکے ہیں -

(ملاحظہ ہو "برہانِ صریح" صـ۴۱)

" جناب عالی جبکہ مہدیؑ اور مسیحؑ کا زمانہ ایک ہے۔ تو پھر فرائض، وصفات ایک ہی ہونے چاہئیں - اور یہ دونوں وجود ہمعصر ہیں -"

ســــ

ہُوا ہے مدعی کا فیصلہ اچھا مرے حق میں
زلیخا نے کیا خود پاک دامن ماہِ کنعاں کا

تیسرا باب

بقیہ اعتراضات کے جواب میں

بہائی :۔ اختلاف سے پُر ہونا موضوع ہونے کا لازم ولزوم نہیں ہے۔ ص۱۱

احمدی :۔ اختلاف سے پُر ہونا جب کہ ان کے درمیان کسی صورت میں تطبیق نہ دی جا سکے دو صورتوں سے خالی نہیں ہو سکتا۔ یا تو سب کو موضوع ماننا پڑے گا۔ یا مسلّمہ اصول اذا تعارضا تساقطا کے مطابق سب ساقط عن الاعتبار ہونگی۔ مہدی مزعومہ کے متعلق جسقدر احادیث وارد ہوئی ہیں سب کی سب مجروح ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ باوجود امام بخاری کے پاس مہدی کی احادیث پہنچنے کے انہوں نے اپنی صحیح میں انکو جگہ نہ دی۔ کیونکہ وہ ان کے نزدیک صحت کے درجہ کو نہیں پہنچی تھیں۔ اسی طرح امام مسلم نے بھی مزعومہ مہدی کا کوئی ذکر نہ کیا۔

دوم: علامہ ابن خلدون نے احادیث مہدی پر جرح کر کے ثابت کر دیا ہے۔ کہ مہدی کے متعلق جو احادیث لکھی گئی ہیں وہ مجروح ہیں۔ اور نواب صدیق حسن خان صاحب نے بھی حجج الکرامہ میں لکھا ہے:۔

"وشک نیست کہ اسانید اکثر طرق وی معلول است۔ بغفلت رجال اسانید وسوءِ حفظ یا ضعف یا سوی رائے وغیر ذالک" (حجج الکرامہ ص۳۶۵)

اور جناب والا بھی تسلیم کرتے ہیں جیسا کہ لکھتے ہیں :-

"البتہ یہ میں بھی مانتا ہوں کہ مہدی کے بارے میں حدیثیں بہت سی موضوع بھی ہیں ۔" (برہان صریح ص۱۳)

پھر اسی صفحہ میں لکھتے ہیں :-

"پس مہدی کی احادیث کو موضوع کہنا اس مطلب سے تو درست ہے کہ اصل کی فروع میں زیادتی کی گئی ۔ مثلاً بنی عباس نے وضع کیا کہ مہدی بنی عباس سے ہوگا ۔" ص۱۳

پس جب آپ نے مہدی کی احادیث کے ایک ایک حصہ کو موضوع قرار دے دیا ۔ باقی حصہ کے موضوع نہ ہونے کی آپ کے پاس کیا دلیل ہے ؟

غرضیکہ ہر ایک ناقد بصیر کو ماننا پڑتا ہے کہ مہدیٔ آخر الزمان کا عقیدہ جیسا کہ عوام میں رائج ہے وضع کیا گیا ہے ۔ اور ایسے اختلاف کے مقابلے میں جو مہدی کی احادیث میں پایا جاتا ہے "نماز میں ہاتھ باندھنے کی مثال" پیش کرنا صحیح نہیں ۔ ایک تو اس لئے کہ وہ ایسی بات ہے جس کی تائید امت کے تعامل سے ہو سکتی ہے ۔ دوسرے بخاری مسلم ۔ ترمذی وغیرہ کتب احادیث اس بات میں متفق ہیں کہ دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھنا چاہیئے ۔ آگے یہ بات کہ ہاتھ بدن کے کس حصہ میں رکھے جائیں اس میں علماء کا اختلاف ہوا ہے ۔ جیسا کہ ترمذی جلد اوّل مطبوعہ مجتبائی ص۳۴ میں لکھا ہے :-

"کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یؤمنا فیاخذ شماله بیمینه ۔ قال ابو عیسٰی والعمل علیٰ ھٰذا عند أھل العلم من

اصحاب النبیؐ صلی اللہ علیہ وسلم۔ والتابعین ومن بعدھم یرون ان یضع الرجل یمینہ علی شمالہ فی الصلوٰۃ۔

کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنا بائیاں ہاتھ دائیں ہاتھ سے پکڑتے تھے ابوعیسیٰ (علامہ ترمذی) نے کہا۔ اہل علم اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور تابعین اور تبع تابعین وغیرہ سب کا اسی پر عمل ہے اور اُن کا یہی مذہب ہے کہ نمازی اپنے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر نماز کے وقت رکھے۔ پھر اس کے بعد آپ نے علماء کا اس بات میں اختلاف بیان کیا ہے کہ کس جگہ رکھے جائیں۔ بعض کہتے ہیں ناف کے اوپر۔ بعض کہتے ہیں ناف کے نیچے۔ پھر لکھتے ہیں وکل ذلک واسع عندھم مگر ان کے نزدیک اجازت ہے جہاں چاہے باندھ سکتا ہے۔ پس آپ فرمائیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کونسا اختلاف ثابت ہوا۔ کہ آپ ہاتھ باندھنے کی مثال مہدی کی احادیث کو صحیح ثابت کرنے کے لئے پیش کر رہے ہیں۔

مہائی:۔ اگر فرض کیا جائے کہ مہدی کی حدیثیں موضوع ہیں تب بھی طالب حق کے لئے اس میں یہ نکتہ برآمد ہوتا ہے کہ وضع کے لئے اصل ضرور ہونی چاہیئے۔

احمدی:۔ وضع کسی صحیح اصل ہونے کو مستلزم نہیں ہے کہ ضرور وضع کے لئے کوئی صحیح اصل پائی جائے۔ ایسے بھی خیالات اور عقائد بنائے جا سکتے ہیں۔ جن کے لئے کوئی صحیح اصل نہ ہو۔ مثلاً یہ عقیدہ کہ مسیح آسمان پر بجسدہ العنصری چلے گئے اور پھر وہی دوبارہ آسمان سے نزول فرمائیں گے۔

اس کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور قرآن مجید میں کوئی

صحیح اصل موجود نہیں ہے۔ یا اسی طرح یہ کہنا کہ حضرت صالح علیہ السلام کے وقت میں پتھر سے حاملہ اونٹنی پیدا ہوئی تھی اور اس سے جو بچہ پیدا ہوا وہ آسمان پر اُڑ گیا تھا۔ اسی طرح یہ عقیدہ کہ ہاروت ماروت دو فرشتے تھے جو آسمان سے اتارے گئے تھے اور اُن میں شہوت رکھی گئی تھی۔ وہ دونوں زہرہ نامی عورت پر عاشق ہو گئے تھے۔ پھر وہ عورت آسمان پر اُڑ گئی۔ اور ستارہ بن گئی۔ جو اب تک زہرہ ستارہ کر کے مشہور ہے۔ پس اسی طرح مہدی کا عقیدہ کہ آخری زمانہ میں مسیح کے علاوہ کوئی اور مہدی ہو گا جو جنگیں کریگا۔ اس کے لئے بھی کوئی صحیح اصل نہیں ہے۔ اگر کوئی صحیح اصل موجود ہوتی تو امام بخاریؒ جیسے ناقد و مبصر ضرور اس کا ذکر فرماتے اور حضرت مسیحؑ کے نزول کی پیشگوئی لکھ کر ہی خاموش نہ ہو جاتے۔

بہائی:۔ اگر مہدی کا عقیدہ نہ ہوتا تو ایسے کلمۂ خبیثہ کو بھلا کہیں قرار بھی ہو سکتا تھا۔ ص۱۳

احمدی:۔ اگر قرار نہ ہونے سے مُراد یہ ہے کہ کتابوں میں لکھا ہوا باقی نہ رہے یا لوگ خبیث عقیدہ نہ رکھیں تو اس کا غلط ہونا اظہر من الشمس ہے۔ قرآن مجید کی آیت کا یہ مطلب نہیں۔ کیونکہ دنیا میں ہزاروں کتابیں ایسی ہیں جن میں خبیث عقیدے اور بُرے کلمات درج ہیں۔ اور وہ کتابیں مدتوں سے چلی آتی ہیں۔ اور اسی طرح بد عقائد رکھنے والے بھی دنیا میں موجود ہیں۔ غیر مذاہب کو تو جانے دو خود فرقہ ہائے اسلام میں موجود ہیں۔ اور اگر اس سے مراد یہ ہے کہ کلمۂ خبیثہ کا خبث دلائل سے ظاہر کر دیا جاتا ہے اور اس کا بُطلان لوگوں پر واضح کر دیا جاتا ہے تو

یہ خدا تعالیٰ کے فضل سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مدلل طور پر حَکَم ہونے کی حیثیت سے ظاہر کر دیا ہے کہ آخری زمانہ میں مسیح موعودؑ کے سوائے اور کوئی مہدیٔ معہود نہیں ہے۔

بہائی :- پھر آپ نے فرمایا ہے " اگر احادیثِ مہدی کو صحیح تسلیم کیا جائے تو بہت سے مہدیوں کا قائل ہونا پڑتا ہے"۔ میں عرض کرتا ہوں کہ بلا کسی وجہ اور موجبہ اور سبب کے یہ بات ہو سکتی ہے۔ صحیح حدیث سے ایک ہی مہدی ثابت ہوتا ہے۔ ص۱۴۰

احمدی :- یہ بات پکی اور سچی ہے کہ اگر مہدی کی احادیث کو صحیح تسلیم کیا جائے تو بہت سے مہدیوں کا قائل ہونا پڑتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ علمائے سلف کو بھی قائل ہونا پڑا ہے۔ مثلاً تاریخ الخلفاء ص۱۵۸ میں وہب بن منبہ کا قول ہے " ان کان فی ھٰذہ الامۃ مھدی فھو عمر بن عبد العزیز"۔ کہ اگر اس امت میں کوئی مہدی ہے تو وہ عمر بن عبد العزیز ہے۔ اور اسی طرح امام جلال الدین سیوطی نے تاریخ الخلفاء میں اسمہ اسمی واسم ابیہ اسم ابی کی حدیث کا مصداق منصور کے لڑکے مہدی کو قرار دیا ہے۔ اور جناب والا بھی اس کو مہدی تسلیم کر چکے ہیں۔ (ملاحظہ ہو برہان صریح ص۳۰)

" پس اس سلسلہ کے ساتھ مہدی کا نام لینا صاف عیاں کرتا ہے
کہ بنی عباس میں جو بادشاہ مسمّٰی مہدی ہوا ہے اس کے بارے میں
وہ سب احادیث آئی ہیں۔ چنانچہ بعض محدثین علیہ الرحمۃ کا یہی خیال ہے۔"

پس آپ کو بھی احادیث کی رُو سے مختلف مہدیوں کا قائل ہونا پڑا۔
اسی طرح حجج الکرامہ ص۲۸۶ میں ولید بن مسلم کا قول لکھا ہے:-
" قال سمعت رجلا یحدث قوما فقال المھدیون ثلٰثۃ -

مهدی الخیر عمر بن عبد العزیز ومهدی الدم وھو الّذی یسکن علیه الدماء ومهدی الدین وھو عیسٰی تسلم امته فی زمانه۔"

کہا کہ ایک شخص چند آدمیوں کو یہ بتا رہا تھا کہ مہدی تین ہیں۔ مہدی الخیر تو عمر بن عبد العزیز ہے اور ایک مہدی الدم ہوگا اور ایک مہدی الدین ہے جو مسیح ہے۔

پس مختلف اوقات میں جو مختلف شخص ہوئے ہیں جن پر بعض احادیث کا مضمون صادق آتا ہے بشرط صحت احادیث اُنکو مہدی ماننا پڑے گا۔ جب بعض احادیث کا مضمون بعض پر صادق آتا ہے تو بلا وجہ کیوں رہا۔ بھائی ۔ پھر آپ نے فرمایا ہے " ان سب حدیثوں کے موضوع ہونے کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ امام مالکؒ نے مؤطا میں مہدی کا ذکر نہیں کیا ۔ اور وہ حدیث کی سب سے پہلی کتاب ہے۔" کیوں صاحب تو پھر جو حدیث مؤطا میں نہ ہو وہ موضوع ہے ۔ صاحبانِ صحاح کی برسوں کی محنت مفت میں برباد گئی ۔ سینکڑوں صحیح حدیثیں ہیں جنہیں امام مالکؒ نے چھوڑ دیا ہے۔

احمدی :۔ جناب مفتی صاحب اُن کی محنت مفت میں برباد نہ گئی بلکہ ہر ایک اُن میں سے اپنی محنت و کوشش کے مطابق عند اللہ ماجور ہوا۔ ہم نے کب دعویٰ کیا ہے کہ مؤطا کے علاوہ[۱] جو حدیثیں ہیں وہ سب کی

---

[۱] یہ محض دھوکا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کہیں یہ نہیں لکھا کہ جو حدیث مؤطا میں نہ ہو وہ مجروح ہے۔ بلکہ ان احادیث مہدی کا جو مؤطا میں نہیں ہیں اپنے آپ کو مصداق قرار دیا ہے۔ شمس

سب موضوع ہیں۔ آپ اس قدر کیوں سیخ پا ہوتے ہیں۔ ٹھہریئے۔ گھبرائیے نہیں۔ اصل مطلب کو سمجھیئے۔ قائل کا منشاء صرف اتنا ہے کہ یہ تو ہو نہیں سکتا کہ مہدی کی احادیث اگر اُس وقت مہدی کا عقیدہ رائج ہو چکا تھا امام مالکؒ کو نہ پہنچی ہوں۔ ضرور پہنچی ہونگی۔ پھر ان کا انہیں قبول نہ کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ اُن کے نزدیک وہ احادیث قابل اعتبار نہ تھیں۔ بھلا یہ کیسے ہو سکتا تھا کہ مسیح موعود کے بارے میں جو پیشگوئی تھی اُس کا تو ذکر اشارتاً کنایتاً اُس کا حلیہ اور صفت بیان کر کے کر دیا اور بقول آپ کے جو اُس کا آقا و مرشد اور مبشّر اور اس کی صداقت کا بنیادی پتھر تھا اُس کا بالکل کچھ بھی ذکر نہ کیا۔ آخر وجہ کیا۔ دو ہی باتیں ہیں۔ یا تو اُن کے وقت میں مہدیٔ آخر الزمان کا عقیدہ رائج نہیں ہوا تھا۔ اگر تھا تو وہ یہی کہ مسیح موعود کے علاوہ کوئی اور مہدی نہیں۔ تبھی تو وہ صرف مسیح موعود کا حلیہ اور صفت لکھ کر خاموش ہو گئے۔

امام مالکؒ کا مہدی کی احادیث کو نہ لینا واقعی اس بات کی دلیل ہے کہ وہ اُن کے نزدیک موضوع تھیں جبکہ مہدی کی احادیث آپ کے وقت میں شہرت پا چکی تھیں۔

"المهدی من عترتی من ولد فاطمة" وغیرہ احادیث کا مصداق امام حسنؓ کے پڑپوتے محمد بن عبد اللہ کو قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ ابن خلدون نے لکھا ہے:۔

"قال الزيد بامامة ابنه يحيى من بعد زيد فمضى الى خراسان وقتل بالجوزجان بعد ان اوصى الى محمد بن عبد الله بن حسن بن الحسن السبط ويقال له النفس الزكية فخرج بالحجاز وتلقب بالمهدی

وجاءته عساکر المنصور فقتل۔"

حضرت زید شہید نے اپنے بعد اپنے بیٹے یحییٰ کی امامت کے لئے کہا۔ پھر وہ خراسان کی طرف گئے اور خورجان میں شہید ہو گئے۔ شہید ہوتے وقت انہوں نے محمد بن عبداللہ بن حسن ابن الحسن السبط کے حق میں وصیت کی۔ ان کو نفس زکیہ کہتے ہیں۔ انہوں نے حجاز میں خروج کیا اور مہدی اُنکا لقب ہوا۔ پھر منصور کا لشکر اُن پر چڑھ آیا اور شہید ہو گئے۔

بہت سی حدیثیں ایسی ہیں جو اُن پہ صادق آتی ہیں۔ اور اسی طرح منصور کے لڑکے مہدی پہ جو احادیث صادق آتی ہیں اور ابومسلم خراسانی کا سیاہ جھنڈے لے کر جانا اور رایات سود والی حدیث کو پیش کرنا۔ یہ سب واقعات ایسے ہیں جو امام مالک کی زندگی میں ہوئے اور یہ حدیثیں ہر ایک نے اپنی اپنی تائید میں پیش کیں۔ مگر آپ نے ان احادیث کو موضوع سمجھ کر نہ لیا۔ اور اس بارے میں مصنفین صحاح کے مقابلہ میں امام مالکؒ کا قول زیادہ ماننے کے قابل ہے۔ کیونکہ مصنفین صحاح ان تمام واقعات کے گذرنے کے بعد پیدا ہوئے۔ جیسا کہ نقشۂ ذیل سے ظاہر ہے:۔

نام	سنۂ پیدائش	سنہ وفات
امام محمد اسمٰعیل بخاری	۱۹۴	۲۵۶
مسلم	۲۰۴	۲۶۱
ابوعیسیٰ محمد ترمذی	۲۰۹	۲۷۹
ابوداؤد	۲۰۳	۲۷۵
ابوعبدالرحمٰن احمد نسائی	۲۱۵	۳۰۳
ابوعبداللہ محمد ابن ماجہ	۲۰۹	۲۹۳

اور امام مالکؒ ۹۵ سنہ ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۷۹ سنہ ھ میں فوت ہوئے اور یہ تمام واقعات اُن کے سامنے گذرے۔ مگر اُن کی کتاب مؤطا میں کوئی حدیث المھدی کی پیشگوئی کی نہیں ہے۔ اور نہ بخاری اور مسلم میں ہے (تہذیب الاخلاق جلد ۷ مصنفہ سرسید)

بہائی :۔ مؤطا کے مصنف نے یہ دعویٰ تو نہیں کیا کہ لا رطب و لا یابس الا فی المؤطا۔ یہ شان تو قرآن کریم کے لئے خاص ہے کہ اس سے کوئی بات تر و خشک نہیں چھوٹی۔

احمدی :۔ کس نے کہا کہ مؤطا کے مصنف نے یہ دعویٰ کیا ہے۔ اور یہ شان تو آپ کے نزدیک قرآن کی نہیں البیان کی ہوگی جو باب نے لکھی ہے یا کتاب الاقدس کی ہوگی جو بہاء اللہ نے لکھی۔ اگر واقعی آپ کا یہ اعتقاد قرآن مجید کے متعلق ہوتا تو اس کو منسوخ کیوں قرار دیتے۔ بتاؤ تو سہی وہ کونسی ضرورت تھی یا کونسا ایسا امر تھا یا کونسا ایسا طریقہ باقی تھا جس کے ذریعہ انسان خدا تعالیٰ تک پہنچ سکتا تھا مگر قرآن مجید نے اس کا ذکر نہ کیا۔

بہائی : تورات شریف کی شان میں فیہ تفصیل کل شیئٍ قرآن مجید میں وارد ہے۔

احمدی :۔ کل سے مراد اس آیت میں وہ احکام ہیں جن کی صرف بنی اسرائیل کو ضرورت تھی۔ اس سے تورات کا کامل اور مکمل تمام جہانوں کے لئے شریعت ہونا ثابت نہیں ہوتا۔ قرآن مجید میں بلقیس کے لئے اوتیت من کلّ شیئٍ اور ذوالقرنین کے لئے اٰتیناہ من کل شیئٍ سببًا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے اجعل علٰی کل جبلٍ منھنّ جزءًا

وارد ہؤا ہے۔ ان سب آیات میں کل کے لفظ سے مراد سب اشیاء نہیں ہیں بلکہ کل سے مراد وہ وہ سامان یا امور سلطنت ہیں جن کی بلقیس کو ضرورت تھی اور تمام وہ اسباب ہیں جن کی ذوالقرنین کو ضرورت تھی اور چار پہاڑ جن پر وہ چار پرندے رکھے جانے تھے مراد ہیں۔

بہائی:۔ توریت میں تحریف کا خیال باطل ہے۔

احمدی۔ یہ آپ کا غلط خیال ہے۔ توریت محرّف و مبدّل کتاب ہے۔ یحرفون الکلم عن مواضعہ سے اس کی تصدیق ہوتی ہے۔ یہود تحریف معنوی اور لفظی دونوں کرتے تھے۔

ہمارے رسالہ ریویو آف ریلیجنز میں تحریف بائیبل پر بہت سے مضامین نکل چکے ہیں۔ اگر شوق ہو تو انہیں پڑھ لیجئے۔

بہائی:۔ اگر علامہ خلدون نے مہدی کی تمام احادیث کو مجروح و مخدوش قرار دیا ہے تو کیا وہ نبی معصوم تھے کہ جو کچھ وہ لکھ گئے نقش کالحجر ہوگیا

احمدی:۔ دوسرے محدثین یا مؤرخین آپ کے نزدیک نبی معصوم ہونگے سنیئے۔ اس مسئلہ میں علامہ ابن خلدون کی رائے نہایت معتبر اور قابلِ وثوق ہے۔ کیونکہ وہ محققین مؤرخین میں سے ہیں کوئی معمولی آدمی نہیں اور کسی کے حالات وغیرہ کا جاننا علم تاریخ سے تعلق رکھتا ہے۔ لہذا اُن کا راویوں پر جرح کرنا اور اُن میں نقائص کا ثابت کرنا بغیر کسی دلیل کے ردّ نہیں کیا جا سکتا۔ اور نیز انہوں نے ایک نہایت ہی معقول بات لکھی ہے۔ وہ یہ کہ مصنفین صحاح نے تو روایتوں کو جمع کر دیا۔ آگے جو باتیں درایت کے ساتھ تعلق رکھتی تھیں اُن کو بیان نہیں کیا۔ اِسلئے

میں درایت کی رو سے مہدی کی احادیث کو موضوع قرار دیتا ہوں - اور پھر انہوں نے مفصّل وجوہات لکھیں۔[۱]

پھر مہائی صاحب نے اس ضمن میں اس بحث کو چھیڑا ہے کہ آیا جرح مقدم ہے تعدیل پر یا تعدیل مقدم ہے جرح پر - اس میں لمبی بحث کرنے کی ضرورت نہیں صرف علامہ ابن حجر کا ہی ایک فیصلہ کن قول پیش کرتا ہوں - جو انہوں نے اصول حدیث کی کتاب شرح نخبۃ الفکر میں لکھا ہے :-

" والجرح مقدم علی التعدیل واطلق ذلک جماعۃ و لکن محلہ یصدر مبینا من عارف باسبابہ ای مفسرا بان یقول وجہ ضعفہ انہ سئ الحفظ او متہم بالکذب"

(شرح نخبۃ الفکر مطبوعہ لاہور صـ۱۲۴ـ)

ایک جماعت نے بغیر کسی شرط کے جرح کو تعدیل پر مقدم مانا ہے لیکن اس کا محل یہ ہے - یعنی اس وقت جرح تعدیل پر مقدم ہو گی جبکہ جارح ایسا شخص ہو جو جرح کے اسباب سے اچھی طرح واقف ہے اور پھر وہ ساتھ ہی اس کے ضعف کی وجہ بھی بیان کرے - مثلاً وہ کہے کہ یہ

---

[۱] علاوہ ازیں یہ بات ہی غلط ہے کہ ابن خلدون نے کسی حدیث کی راویوں پر خود جرح کی ہے - اس نے تو حدیثوں کو نقل کر کے ائمہ اسماء الرجال کی جرح اور تنقید بطور نقل بیان کی ہے - جیسا کہ نواب صدیق حسن خان نے اپنی کتاب حجج الکرامہ میں لکھا ہے اگر کسی حدیث کا مضمون واقع ہو جائے تو پھر محض جرح کی وجہ سے وہ حدیث ناقابلِ اعتبار نہیں سمجھی جائیگی - شمس -

سیئ الحفظ ہے یا متہم بالکذب وغیرہ ہے۔
پھر آپ نے امام شوکانی کا قول پیش کیا ہے کہ اُن کے نزدیک احادیث مہدی کی متواتر ہیں۔
اگر اس سے مراد یہ ہے کہ جو تعریف متواتر کی اصول حدیث میں لکھی ہے اس کے مطابق متواتر ہیں تو یہ غلط ہے۔ کیونکہ متواتر کی تعریف اصولیوں نے یہ لکھی ہے :-

" والخبر المتواتر ما بلغت رواته فی الکثیرة مبلغا احالت العادة تواطئهم علی الکذب ویدا وم هذا فیکون اوّله کاٰخره ووسطه کطرفیه کالقراٰن والصلوٰة الخمس۔ " (رسالہ فن اصول الحدیث المنسوبة الی سید الشریف الجرجانی صا وشرح نخبة الفکر)

کہ خبر متواتر وہ ہوتی ہے جس کے راوی اس کثرت سے پائے جائیں کہ اُن کا اتفاق جھوٹ پر ہونا عادتاً محال ہو۔ اور پھر ایسا ہمیشہ رہے۔ یہاں تک کہ اس کا اوّل آخر کی طرح ہو اور اس کا وسط اوّل و آخر کی طرح یعنی ہر زمانہ میں اس کو ایسی جماعت روایت کرے جس کا کذب پر متفق ہونا ناممکن ہو۔ جیسے کہ قرآن مجید اور پانچ نمازیں۔
اَب بتائیے کہ مہدی کے بارے میں جو احادیث وارد ہوئی ہیں کیا اُن پر یہ تعریف صادق آتی ہے۔ اگر آتی ہے تو ثابت کرو۔ کہ وہ کونسی پاک اور راستبازوں کی جماعت ہے جو ان احادیث کو بیان کرتی چلی آئی ہے کہ آخری زمانہ میں مسیح موعود کے ساتھ ایک مہدی ہو گا لیکن نہیں ثابت کر سکو گے اور ہرگز نہیں ثابت کر سکو گے۔ ولو کان بعضکم لبعض ظهیرًا

بہائی :- اب ایک ابن خلدون جیسے بزرگ جو اس فنِ حدیث کے امام بھی نہ تھے - نہ محدث تھے - اگر جرح کریں اور تمام فن حدیث کے امام اور محدثین تعدیل فرمائیں تو ایمان سے کہیئے کہ کس کی بات ماننے کے قابل ہے - صہ ۲۱

احمدی :- ابن خلدون اکیلے نہیں - بلکہ امام مالکؒ نے بھی صرف مسیح کا ذکر کر کے ثابت کر دیا کہ اُن کے نزدیک بھی ایسے مہدی کا عقیدہ جو غیر از مسیح موعود ہو گا اور وہ جنگ کرے گا اور دنیا کے بادشاہ اس کے سامنے پابہ زنجیر اور طوق بگردن پکڑ کر لائے جائیں گے باطل تھا - تبھی انہوں نے اس کا ذکر نہیں کیا - اسی طرح امام بخاری نے ایسی احادیث کو اپنی صحیح میں جگہ نہ دی اور صرف مسیح موعود کا ذکر فرما کر اور امامکم منکم لکھ کر بتا دیا کہ مسیح کے سوا اور کوئی امام اس کے ساتھ نہیں ہو گا -

اسی طرح امام مسلمؒ نے بھی مزعومہ مہدی کا ذکر نہ کیا - اسی طرح امام ابو حنیفہؒ کی طرف سے بھی اس بارے میں کوئی سند نہیں پائی جاتی - اسی طرح اور بہت سے بزرگان دین اور ائمہ محدثین ہیں جنہوں نے ایسے مزعومہ مہدی کی احادیث پر جرح کی ہے اور مہدی کے وجود کو مسیح کے علاوہ تسلیم نہیں کیا -

آخری زمانہ میں مسیح موعود کے علاوہ مہدی ماننے والوں کی ایک غلطی

اور جنہوں نے یہ خیال کیا کہ مہدی مسیح کے ساتھ کوئی علیحدہ امام ہو گا انہوں نے درحقیقت عوام کے خیالات کے ماتحت احادیث میں تدبر نہیں کیا - اور روایت کے لحاظ سے ان پر جرح نہیں کی - مثلاً اگر کسی حدیث میں آ گیا کہ یخرج رجل فی اٰخر الزمان کہ آخری زمانہ میں ایک آدمی

نکلیگا - آخری زمانہ کے لفظ سے سمجھ لیا کہ بس وہ آخری زمانہ مراد ہے جبکہ مسیح موعود
مبعوث ہونگے اُس وقت ایک شخص مہدی ہوگا - حالانکہ آخرالزمان کا
لفظ احادیث میں قریب کے زمانہ پر بھی بولا گیا ہے - مثلاً ایک حدیث
میں آتا ہے:-

"یخرج فی آخر الزمان اقوام احداث الاسنان الحدیث
انما ھم الخوارج والحروریۃ وغیرھم من الخوارج"
(ترمذی جلد ۲ صفحہ ۴۲)

یعنی آخری زمانہ میں ایک قوم نکلیگی - اور مراد اس سے حروریہ وغیرہ خوارج
ہیں جو حضرت علیؓ کے وقت میں نکلے تھے مگر پھر بھی آخری زمانہ کا لفظ
استعمال کیا گیا ہے -

پھر اسی طرح اگر کسی جگہ رجل کا لفظ استعمال ہوا ہے - مثلاً
حدیث میں آیا کہ میری امت سے ایک ایسا شخص ہوگا جو مدینہ سے
مکہ کی طرف بھاگ کر آئے گا اور لوگ اُس کی رکن اور مقام کے درمیان
بیعت کریں گے - یا ایک ایسا شخص ہوگا جو لوگوں کو مال کثرت سے دیگا
تو بس سمجھ لیا کہ آخری زمانہ میں امام مہدی ہوگا جو مسیح موعود کے وقت
میں ہوگا حالانکہ اگر ان احادیث کو موضوع متصور نہ کیا جائے اور انہیں
صحیح احادیث تسلیم کیا جائے تو یہ مختلف اشخاص کے متعلق پیشگوئیاں
ہیں -

مثلاً جس کے متعلق احادیث میں آیا ہے کہ یبایع لہ بین الرکن
والمقام وہ عبداللہ بن زبیرؓ ہیں - اُن کی رکن اور مقام کے درمیان بیعت
کی گئی - اسی طرح مال کی کثرت کہ اُسے کوئی قبول نہ کرے عمر بن عبدالعزیز

کے زمانہ میں ہُوا ۔ جیسا کہ زرقانی شرح مواہب اللدنیہ جلد ۷ کے صفحہ ۲۷۷ میں لکھا ہے :-

" افاضنا المال حتی لا یقبلہ احد فی زمن عمر بن عبد العزیز " ۔

کہ مال کا اس کثرت سے ہونا کہ اُسے کوئی قبول نہ کرے عمر بن عبد العزیز کے زمانہ میں ہُوا ۔

مگر لوگوں نے یہ تمام صفات ایک مزعومہ شخص پر لگا دیں ۔ اور قلتِ تدبّر و تفکّر کی وجہ سے کہہ دیا کہ اِن تمام احادیث کا مصداق آخری زمانہ میں مسیح موعود کے ساتھ ایک شخص ہو گا جو مسیح موعود کی امامت کرے گا ۔ اور اس سے پہلے جنگیں کرتا ہو گا اور اس کی رکن اور مقام کے درمیان بیعت کی جائیگی ۔

پھر بہائی نے مقام نزولِ مسیح اور اُن کی مدت رہائش کے بارے میں اختلاف کا ذکر کر کے لکھا ہے :-

بہائی :- اب انصاف فرمایئے کہ اگر آپ کو بوجہ اختلافِ احادیث کئی مہدیوں کا قائل ہونا پڑتا ہے تو یہاں کئی مسیحوں کا کیوں قائل نہیں ہونا پڑتا ۔ جو وجہ وہاں تھی یہاں بھی موجود و ظاہر ہے ۔ صفحہ ۲۳

احمدی :- اِس اختلاف کو مہدی کے اختلاف پر قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہے ۔ کیونکہ وہاں تو مہدی کی شخصیت میں اختلاف ہے کہ وہ کون ہو گا ۔ دوسرے وہاں بعض حدیثیں بعض مدعیانِ مہدویت پر صادق آتی ہیں ۔ مگر یہاں ایسا نہیں ۔ تیسرے مہدی کے عقیدہ کو بڑے بڑے محدثین نے بھی نہیں ذکر کیا ۔ مگر مسیح موعود کے عقیدہ کو سب محدثین نے بالاتفاق بیان کیا ہے ۔ ابتداء سے انتہا تک امام مالکؒ ۔ امام بخاریؒ ۔ امام مسلمؒ

مسند امام احمد بن حنبلؒ ۔ ابن ماجہ ۔ ترمذی ۔ ابوداؤد وغیرہ سب احادیث کی کتابوں میں مسیح موعود کے متعلق احادیث مروی ہیں ۔ اور سب اس بات پر متفق ہیں کہ مسیح موعود عیسیٰ بن مریم ہونگے ۔ رہا اُن کے مقام نزول اور مدت بعث میں اختلاف ۔ تو اس کے متعلق ہم کہیں گے کہ راویوں نے اصل الفاظ کو محفوظ نہیں رکھا ۔ زمانہ جس کی تصدیق کرے وہی صحیح سمجھا جائیگا ۔ اور ان احادیث میں ایک قسم کا ضعف پائے جانے کی وجہ سے امام بخاریؒ نے کوئی ایسی حدیث بیان نہیں کی جس میں مقام نزول یا مدت بعث کا ذکر ہو ۔ فافہم

بہائی :۔ حدیثوں کا بہ حیثیت مجموعی کسی پر مطابق ہونا ہی البتہ اس کے صدق پر دال ہو سکتا ہے ۔ مثلاً حضرت مہدی کے لئے بنی فاطمہؓ ہونا الخ

احمدی :۔ حدیثوں میں اسقدر اختلاف ہے کہ اُن کا بہ حیثیت مجموعی کسی پر صادق آنا ہزار محالوں سے بڑھ کر محال ہے ؎

سب حدیثوں کا نہ مصداق کہیں پاؤ گے
گرچہ ڈھونڈو گے چراغ رُخ زیبا لے کر

لیجئے ۔ آپ نے جو شرائط مہدی کے لئے لکھی ہیں اُنہی کو لے کر ہم باب کو دیکھتے ہیں کہ باب پر یہ علامات صادق آتی ہیں یا نہیں ۔ اور نیز وہ احادیث کی رُو سے مہدی کی علامات ہیں بھی یا نہیں ۔

<u>بہائی کی پیشکردہ علامات</u> :۔ اوّل مہدی کا بنی فاطمہ ہونا

جواب :۔ احادیث میں اختلاف ہے ۔ ایک میں ہے مہدی بنی عباسؓ میں سے ہوگا ۔ (دارقطنی ۔ خطیب ۔ ابن عساکر) الفاظ یہ ہیں :۔

"ومنك المهدى فى اٰخر الزمان ۔" اے چچا ! مہدی آخر الزمان

تجھ سے ہو گا ۔

دوسری حدیث میں ہے کہ بنی امیہ سے ہے اور وہ عمر بن عبدالعزیز ہے (تاریخ الخلفاء ص ۱۵۸)

تیسری میں ہے ۔ حضرت عمرؓ کی اولاد میں سے ہو گا ۔ (ابن عساکر)

چوتھی روایت میں ہے ۔ رجل من امتی کوئی ایک امت سے ہو گا۔

پانچویں قریش سے ہو گا ۔ چاہے کوئی ہو ۔

پھر حدیث میں آیا ہے ۔ من اسلم من فارس فھو من قریش ۔ کہ جو فارسی مسلمان ہو جائے وہ قریش سے ہے ۔

چھٹے ۔ بنی فاطمہ میں بھی اختلاف ہے کہ آیا وہ امام حسنؓ کی اولاد سے ہو گا یا امام حسینؓ کی ۔ یا دونوں کی اولاد سے ۔

ساتویں ۔ من عترتی کا لفظ بھی تخصیص نہیں کرتا ۔ کیونکہ حضرت ابوبکرؓ فرماتے ہیں ۔ نحن عترۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۔ دیکھو (زرقانی شرح مواہب اللدنیہ) پھر لغت میں عترت کے معنے یہ لکھے ہیں :- عترۃ الرجل نسلہ واھلہ الادنون (مختار الصحاح) عترت سے آدمی کی نسل یا اُس کے قریبی رشتہ دار مراد ہوتے ہیں ۔

آٹھویں ۔ ولد فاطمہ کا لفظ بھی مخصص نہیں ہو سکتا ۔ کیونکہ حاشیہ ابوداؤد ص ۲۴۸ حاشیہ ۱ میں لکھا ہے ۔ وقال الخطابی ولد الرجل نسلہ وقد یکون الاقرباء و بنی العمومۃ ۔ ولد الرجل اس کی نسل کو بھی کہتے ہیں اور آدمی کے اقرباء اور چچوں کی اولاد کو بھی کہتے ہیں ۔

نویں ۔ اہل بیت سے بھی کسی کی تخصیص نہیں ہو سکتی ۔ کیونکہ آنحضرتؐ فرماتے ہیں ۔ سلمان منا اھل البیت کہ سلمان بھی اہل بیت میں شامل ہے ۔

اور فارس عقبنا اھل البیت (حاکم) کہہ کر تمام فارس کو اہل بیت میں شامل کیا ہے۔ پس بنی فاطمہ سے مہدی کا ہونا ضروری نہ ہُوا۔

علامت دوم :- رسول کریمؐ یعنی حضرت محمدؐ کے نام پر انکا نام ہونا۔

جواب :- ایک حدیث میں آیا ہے۔ اسمہ اسمی واسم ابیہ اسم ابی کہ اُس کا نام میرا نام، اس کے باپ کا نام میرے باپ کا نام ہوگا۔ یہ ظاہری طور پر منصور کے لڑکے اور محمد بن عبداللہ نفس زکیہؓ ملقب بالمہدی از بنی فاطمہ پر صادق آتی ہے۔

باب پر یہ علامت ہرگز صادق نہیں آتی۔ کیونکہ اسکا نام علی محمد تھا اور باپ کا نام محمد رضا تھا نہ عبداللہ۔

دوم۔ دوسری حدیث میں آیا ہے " فانہ المھدی و اسمہ احمد "۔
(اقتراب الساعۃ صـ۶۶)

کہ مہدی کا نام احمد ہوگا۔ پس دونوں کے درمیان تطبیق یوں ہوئی کہ مہدی کا نام احمد ہوگا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام ہے۔

باب کا نام احمد نہیں تھا۔

علامت سوم :- سات برس تک زمین پر زندہ رہنا۔ یعنی دعوے کے بعد۔

جواب :- حجج الکرامہ صـ۳۸۰ میں لکھا ہے :-

" روایات در مدت ملک مہدی مختلف آمدہ۔ در بعض پنج یا ہفت یا نہ بہ تردید آمدہ و در بعض ہفت و در بعض اگر کم ماند پنج سال و اگر دیر ماند نہ سال و در بعض نوزدہ سال و چند ماہ و در بعض بست سال و در بعض بست وچہار سال و در بعض سی سال و در بعض چہل سال۔ "

پس مہدی کی مدّتِ بعثت میں مندرجہ ذیل سالوں کے درمیان اختلاف ہے۔ ۵۔ ۷۔ ۸۔ ۹۔ ۱۹ سال چند ماہ۔ ۲۰۔ ۲۴۔ ۳۰۔ ۴۰ سال اور دس سال ملاحظہ ہو صفحہ ۳۶۔

پس ایک روایت کو دوسری روایت پر کیونکر بلا وجہ ترجیح دی جاسکتی ہے۔ نیز ہم مقدمہ میں ثابت کر آئے ہیں کہ باب کا امام قائم ہونے کا دعویٰ صرف تین سال تک رہا ہے۔ زیادہ نہیں۔ روایات میں سے کسی مدت بیان کردہ کا اُسپر صادق نہ آنا اُس کے کذب کی صریح دلیل ہے۔

چہارم :۔ عیسےٰؑ کے نزول کا منتظر رہنا۔

جواب :۔ باب دعوئ بہاء اللہ سے پہلے مرگیا۔ ہمارے نزدیک مسیح موعود آخرالزمان کے ساتھ کوئی مہدی نہیں۔

پنجم :۔ مکّہ معظمہ میں حطیم اور کعبہ کے درمیان بیعت کا لینا۔

جواب :۔ باب نے کوئی بیعت نہیں لی۔ اور نہ ہی کسی حدیث میں یہ مہدی کی صفت میں آیا ہے۔ اور جس حدیث میں رکن اور مقام کے درمیان بیعت لینے کا ذکر ہے اُس میں رجل کا لفظ ہے اور اس سے مراد حضرت عبداللہ بن زبیر ہیں۔ دیکھو حدیث کے الفاظ یہ ہیں :۔

"یکون اختلاف عند موت خلیفۃ فیخرج رجل من اھل المدینۃ ھاربًا الی مکّۃ فیأتیہ ناس من اھل مکۃ فیخرجونہ کارھاً فیبایعونہ بین الرکن والمقام ویبعث الیہ بعث من الشام فیخسف بھم بالبیداء الحدیث"

حضرت معاویہ کے مرنے کے بعد یزید کی بیعت پر اختلاف ہوا۔ حضرت عبداللہ بن زبیر مدینہ سے مکّہ بھاگ آئے۔ پھر شام سے بماتحتی عمرو بن سعید

مدینہ پر لشکر چڑھ کر گیا۔ جس نے وہاں قتل عام کیا جو یوم الحرۃ کے نام سے موسوم ہے۔ پھر وہی لشکر مکّہ کی طرف آیا۔ مکّہ میں داخل ہونے سے پہلے ہی یزید کی موت کی خبر آگئی۔ اس لئے اس لشکر کو واپس کام لوٹنا پڑا۔ عبداللہ بن زبیر کی لوگوں نے رکن اور مقام کے درمیان بیعت کی۔ اور اس کی خلافت تسلیم کی گئی۔ پس یہ علامت بھی مہدیٔ آخرالزمان کی علامت نہیں ہے[لے]

علامت ششم :۔ عیسیٰ کا نزول اور آپ کی اقتداء کرنا۔

جواب :۔ اقتدار کرنے کے متعلق پہلے مفصّل لکھا جا چکا ہے۔

ہفتم :۔ عیسیٰ کا ارض مقدس میں نازل ہونا۔

جواب :۔ معلوم ہوتا ہے مفتی صاحب کا دماغ چکرایا ہوا ہے۔ بیہوشی کی حالت میں لکھ رہے ہیں۔ علامات تو مہدی کی بیان ہو رہی تھیں مسیح کے نزول وغیرہ کے قصّہ کو گھسیٹنے کی ضرورت کیا پیش آئی۔ پھر مقامِ نزول میں اختلاف ہے۔

(۱) مشرقی دمشق (۲) بیت المقدس (۳) جبل افیق (۴) اردن۔ (۵) مسلمانوں کے ایک لشکر میں (۶) آپ نے رُوح المعانی کے حوالہ سے روحاء بھی لکھ دیا ہے۔

ہشتم :۔ دینی امور میں حاکم باختیار ہونا۔

جواب :۔ اگر اس سے مراد یہ ہے کہ وہ ناسخ شریعتِ محمدیہ ہوگا اور جو چاہے گا دینی معاملات میں کمی زیادتی کرے گا۔ تو یہ غلط ہے۔ کسی

لے باب مکہ میں نہیں گیا۔ دیکھو۔ باب پنجم۔ منہ

سُنّی کا یہ عقیدہ نہیں - اگر بدعات کو چھوڑنے اور حق و باطل میں فیصلہ کرنے والا کہیں تو درست ہے - مگر یہ باب نے کیا نہیں - کیونکہ اُس نے تو شریعت محمّدیہ کو منسوخ قرار دیا -

نہم :- جزیہ کو موقوف کر دینا جو شریعت محمّدیہ میں جائز ہے -

جواب :- جزیہ لینا دنیاوی بادشاہوں کا کام ہے - روحانی بادشاہ نہیں لیتے - چونکہ اُن کی سلطنت نہیں ہوگی اس لئے جزیہ نہیں لیں گے اگر کہو کہ باوجود سلطنت ہونے کے جزیہ موقوف کرینگے - تو یہ غلط ہے - کیونکہ باب یا بہاء اللہ بادشاہ ہوئے نہیں کہ کہا جائے کہ انہوں نے جزیہ موقوف کر دیا تھا - اور شریعت میں جزیہ لینا اُسی وقت جائز ہے - کہ اپنی حکومت ہو -

دھم :- دینی لڑائی کو موقوف کر دینا جو ہر طرح شریعت محمّدیہ میں جائز ہے -

جواب :- اگر جبرًا دین منوانے کے لئے کہو تو یہ بالکل ناجائز آیت لا اکراہ فی الدین کے خلاف - اور حدیث یضع الحرب سے ظاہر ہے کہ وہ شہزادۂ امن ہوگا - وہ لڑائی نہیں کرے گا اور اس کا زمانہ صلح و آشتی کا زمانہ ہوگا - یہ بھی مسیح کی علامات میں سے ہے -

علاوہ ازیں بابیوں اور بہائیوں نے اپنے وقت کے بادشاہوں کے خلاف بغاوت کی - اور لڑائیاں لڑے -

یازدھم :- جبرائیل کا آپ پر نزول ہونا -

جواب :- نہ باب پر ہُوا - نہ بہاء اللہ پر -

اور آپ کا یہ لکھنا کہ یہ سب باتیں متفقہ عقیدہ اہل السنت والجماعت سے ہیں

بالکل غلط ہے۔

بہائی:۔ کیا یہ شرائط آپ کے پیر و مرشد حضرت مغفور مرزا صاحب قادیانی میں بطور جامعیت پائی جاتی ہیں۔

احمدی:۔ (۱) یہ پہلے بتایا جا چکا ہے کہ مہدی کا بنی فاطمہؓ سے ہونا ضروری نہیں۔ مگر پھر بھی حضرت مسیح موعود و مہدی معہود کی بعض دادیاں سادات میں سے تھیں۔ اس لحاظ سے آپ بنی فاطمہ سے بھی ہیں۔ اور چونکہ سیدوں کی نسب حضرت فاطمہؓ سے چلی اس لئے آپ کی بعض دادیوں کا سادات میں سے ہونا ہی آپ کے بنی فاطمہؓ سے ہونے کا کافی ثبوت ہے۔

(۲) آپ کا نام احمد تھا۔ غلام کا لفظ خاندانی ہے۔ جیسے آپ کے بھائی کا نام غلام قادر اور آپ کے والد کا نام غلام مرتضیٰ تھا۔ اور اسی لئے آپ کے والد صاحب نے جو ان کے نام پر گاؤں آباد کئے ایک کا نام قادر آباد اور دوسرے کا نام احمد آباد رکھا۔ تیسرے الہامات میں آپ کو احمد کے نام سے پکارا گیا ہے۔

(۳) مدت بعث میں اختلاف ہے۔ آپ کے بعض الہامات کی تاریخ کو لیا جائے تو آپ کو الہام ہونے کا عرصہ چالیس سال ہے۔ اور مجدد ہونے کا دعویٰ کی مدت ۲۴ سال ہے۔ اور جب الہامات کثرت سے ہونے لگے ہیں اس عرصہ کو چھوڑ کر ۳۰ سال بنتا ہے اور دعوئے مسیحیت و مہدویت کے لحاظ سے ۱۹ سال ہے اور یہ سب مدتیں بعث مہدی کی بیان ہوئی ہیں اور منصور کے بیٹے مہدی کی بادشاہت کی مدت بھی دس سال ہے جو روایتوں میں موجود ہے۔

(۴) مہدی اور مسیح ایک ہی ہیں ۔

(۵) حدیث میں رجل کا لفظ ہے ۔ مہدی کا لفظ نہیں اور اس سے مراد عبداللہ بن زبیر ہے ۔

(۶) یہ کوئی علامت مہدئ آخر الزمان کی نہیں ۔

(۷) مسیح اور مہدئ معہود ایک ہی وجود کے دو نام ہیں ۔

(۸) مقام نزول میں اختلاف ہے ۔ آپ دمشق کے عین مشرق میں نازل ہوئے

(۹) آپ حَکَم و عدل تھے ۔ آپ نے بدعات کو نکالا ۔ اور اسلام کو سچا ثابت کیا ۔

(۱۰) جزیہ نہیں لیا ۔

(۱۱) جہاد نہیں کیا ۔

(۱۲) جبرائیل کا آپ پر نزول ہوا جاءنی جبرئیل میرے پاس جبرائیل آیا ۔ (حقیقۃ الوحی ص۱۰۳)

بہائی :۔ آپ نے تو یہ بھی فرمایا ہے کہ مہدی کی حدیثوں کا منشاء و مراد بھی مسیح ہی ہے ۔ اور وجود ایک ہے اور نام دو ۔ تو وہ اشخاص جن پر آپ کے نزدیک مہدی کی حدیثیں کاملاً پوری ہوتی ہیں بعلاوہ مہدی ہونے کے وہی مسیح ہونگے ۔ ص۲۵

احمدی :۔ اہل علم معاملہ فہم آپ کی سمجھ پر کیوں نہ قربان ہو جائیں ۔ ماشاء اللہ خوب سمجھتے ہیں ۔ سنئے قائل کا منشاء اس قول سے یہ ہے ۔ کہ اگر ان احادیث کو صحیح تسلیم کیا جائے جن میں آخری زمانہ کے مہدی کی علامات بیان ہوئی ہیں اور دوسری طرف مسیح موعود کی بھی وہی علامات احادیث میں بیان ہوئی ہیں ۔ ان دونوں کے درمیان تطبیق یوں ہے کہ

مہدی سے مراد بھی مسیح موعود ہی ہے ۔ جیسا کہ قائل نے قرآن مجید و احادیث سے ثبوت پیش کیا ہے ۔

مُؤمن: ہیں ۔ ہمارا عقیدہ کیا ہے ۔ ہر مہدی مسیح موعود نہیں ہے ۔ ہاں مسیح موعود مہدی ضرور ہے ۔ بر تقدیر صحت احادیث مختلف مہدیوں کا وجود ماننا پڑتا ہے ۔ جیسا کہ پہلے لکھا جا چکا ہے ۔ لیکن وہ مسیح موعود نہیں ہیں ۔ آنحضرتؐ نے تو علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین المھدیین فرما کر خلفاء کو بھی مہدی قرار دیا ہے ۔ لیکن ہر خلیفہ مسیح موعود نہیں ہے ۔ مگر جو مسیح موعود ہے وہ مہدی ضرور ہے ۔

بہائی: ۔ جن احادیث میں مہدی کا بنی فاطمہ ہونا بیان کیا گیا ہے ۔ وہ بہت زیادہ ہیں ۔ صـ۲۷

احمدی: ۔ کیا احادیث کی کثرت سے یقین کر لیا جائے کہ وہ صحیح ہیں اور باقی غلط ۔ آپ خود تسلیم کر چکے ہیں ۔

"مہدی کی احادیث کو موضوع کہنا اِس مطلب سے تو درست ہے کہ اصل کی فروع میں زیادتی کی گئی ۔ مثلاً بنی عباس نے یہ وضع کیا کہ مہدی بنی عباس میں سے ہوگا ۔"

اِسی طرح بنی فاطمہ نے یہ وضع کیا مہدی بنی فاطمہ سے ہوگا اور بنی امیہؓ نے یہ وضع کیا کہ مہدی بنی امیہ سے ہوگا ۔ اگر ایک واضع نے بہت سی احادیث وضع کر لی ہوں تو اس سے یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ یہ قطعی اور یقینی صحیح ہے اور باقی جھوٹ ۔

بہائی: ۔ اصل بات تو یہ ہے کہ اولاد عباسؓ میں جس مہدی کے ہونے کا ذکر ہے وہ امتِ محمدیہ کا موعود نہیں ہے ۔ صـ۲۹

احمدی :- اس طرح دوسرے کہہ سکتے ہیں کہ اصل میں اولاد فاطمہ سے جس مہدی کے ہونے کا ذکر ہے وہ امتِ محمدیہ کا موعود نہیں ہے۔
روایات سے ثابت ہے کہ عباسؓ کی اولاد سے جو مہدی ہونے والا ہے۔ اُسے مہدیٔ موعود آخرالزمان سمجھا گیا۔ جیسا کہ ابوہریرہؓ نے کہا کہ اے ہمارے نبی کے چچا! تیری اولاد سے ایک لڑکا ہوگا جو عیسٰی ابن مریم کا پیش امام ہوگا۔ اور اُن کو نماز پڑھائے گا۔ الفاظ دونوں روایتوں کے یہ ہیں:-

(۱) هو الذي يتقدم عيسٰى ابن مريم

(۲) هو الذي يصلي عيسى ابن مريم

اور روایت منا السفاح ومنا المنصور ومنا المهدي سے آپ نے جو استدلال کیا ہے کہ یہ مہدی امت محمدیہ کا موعود نہیں صاحب حجج الکرامہ اس کے نیچے لکھتے ہیں۔ " مراد درینجا مہدیٔ آخرالزمان است۔ " (حجج الکرامہ ص ۳۵۶)
پس کیونکر فیصلہ ہو کہ آخری زمانہ کا مہدی بنی فاطمہ سے ہوگا۔ پھر آپ مختلف اقوال کے درمیان مطابقت دے کر لکھتے ہیں۔

بہائی :- مہدی امتی فاطمی ہوگا۔ ص ۳۳

احمدی :- آپ نے مطلق روایات کو مثلاً رجل من امتی وغیرہ کو مقید کے ماتحت کر دیا ہے۔ حالانکہ یہ ایک مختلف فیہ مسئلہ ہے کہ مطلق کو مقید پر محمول کیا جائیگا یا نہیں۔ اس لئے آپ کوئی حق نہیں رکھتے کہ عام لفظ کو دوسری روایت کے ساتھ مقید کر دیں۔ اور اگر بالفرض ہم آپ کی توجیہہ کو صحیح بھی مان لیں تو پھر بھی آپ کی توجیہہ جامع نہیں ہے۔ کیونکہ اہل سنت کے ایک گروہ کا مذہب مطابق حدیث لا مهدي الا عيسٰى ابن مريم یہ ہے کہ مسیح ہی مہدی ہوگا اور آپ کی توجیہہ میں یہ حدیث نہیں آئی۔

بلکہ باہر رہ گئی ہے - لہذا ہم جامع توجیہہ بیان کرتے ہیں - اور وہ یہ ہے کہ مسیح موعود ہی آخرالزمان مہدی اُمتی ہوگا - اور اپنی مسیحیت کی وجہ سے وہ بنی فاطمہ سے ویسا ہی تعلق رکھے گا جیسا کہ مسیح ناصری بنی اسرائیل سے جو ہم پہلے ثابت کر آئے ہیں -

اور آپ کا اپنی تائید میں دوسرے علماء کے اقوال کو پیش کرنا اور یہ کہنا کہ مسلمان مانتے چلے آئے ہیں کہ مہدی بنی فاطمہ سے آئیگا کچھ فائدہ بخش نہیں ہے - کیونکہ اوّل تو علماء کے درمیان اختلاف ہے - دوسرے بالفرض اُن کا اتفاق مان بھی لیا جائے تو وہ اس امر کی دلیل نہیں ہوسکتا کہ وہ ضرور بنی فاطمہ سے ہو اور قریشی ہو - کیونکہ قریش کے متعلق ابن ماجہ میں ایک حدیث میں لکھا ہے تضع الحرب اوزارھا وتسلب قریش ملکھا - کہ قریش مسلوب الملک ہو جائیں گے اور صرف بارہ امیر جو بارہ مجدد ہیں قریشی ہونگے - پس چودھویں صدی کا مجدد قریشی نہیں ہوگا - اور پھر اس بات پر زور دینا کہ مہدی بنی فاطمہ سے آئیگا صحیح نہیں - کیا تمہیں معلوم نہیں کہ یہودیوں کا اس بات پر اصرار تھا کہ آنے والا خاتم الانبیاء بنی اسرائیل میں سے ہوگا - پس کیا وہ بنی اسرائیل میں سے ظاہر ہوا - پھر جب یہودیوں کے خیال کے مطابق جس پر اُن کے تمام نبیوں کا اتفاق تھا خاتم الانبیاء بنی اسرائیل میں سے نہیں آیا پھر اگر مہدی معہود فاطمی یا عباسی خاندان سے ظاہر نہ ہوا تو اس میں کونسی تعجب کی جگہ ہے - خدا کی پیشگوئی میں کئی اسرار مخفی ہوتے ہیں - اور امتحان بھی منظور ہوتا ہے اور پیشگوئیاں استعارات اور مجازات سے پُر ہوتی ہیں - پس جبکہ یہودی اپنے خیالات پر زور دینے کی وجہ سے ایمان سے محروم رہے تو مسلمانوں کے لئے بھی

یہ عبرت پکڑنے کا مقام ہے۔ کیونکہ حدیث صحیح میں آیا ہے کہ آخری زمانہ میں مسلمانوں میں سے بعض یہودی ہو جائیں گے۔ یعنی یہودیوں کی عادات اختیار کریں گے۔ اور اُن کے قدم پر چلیں گے۔

اور نیز مطابق قرآن مجید ضروری تھا کہ مہدی بنی فاطمہ سے نہ آوے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے:۔ افکلما جاءکم رسول بما لا تھوی انفسکم استکبرتم ۔ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ لوگ جو پہلے سے اُمیدیں باندھے ہوئے ہوتے ہیں اور اپنے نفسوں میں خیالات جمائے بیٹھے ہوتے ہیں۔ اُن کی نفسانی خواہشات کے خلاف خدا تعالیٰ اپنے بندوں کو مبعوث کیا کرتا ہے۔ اور اس آیت میں ہے بھی یہودیوں کا ذکر۔ اور یہی واقعہ امت محمدیہ میں پیش آنے والا تھا اور لوگوں کی خواہشات کے خلاف کوئی شخص مبعوث ہونے والا تھا جس وجہ سے یہ یہود کا قول قرآن مجید میں نصیحت پکڑنے کے لئے بیان فرمایا گیا۔ پس اس آیت سے بھی ثابت ہے کہ مہدیٔ معہود کا آنا بنی فاطمہ سے ضروری نہیں تھا۔

بہائی :۔ عسلِ مصفیٰ میں لکھا ہے۔ "چونکہ حضرت مرزا صاحب کی دادی سادات میں سے تھی۔ اس لئے مرزا صاحب بھی عترت میں داخل ہیں۔" جس کے لئے مسیح ابن مریم بننا اس سہولت و آسانی سے ممکن ہے تو عترت میں داخل ہونا کیا مشکل ہے۔ صـ ۳۲

احمدی :۔ چونکہ باب اور اس کے معتقدین اہلسنت والجماعت کے سخت مخالف اور شیعہ مذہب کو (جن کے مذہب میں خلفاء ثلاثہ اور اصحاب رضوان اللہ علیہم اجمعین کو دشنام دہی اور سب و شتم اور لعن وطعن کرنا عین موجب ثواب ہے)

برحق اور جوہر اسلام سمجھنے والے ہیں۔ جیسا کہ بیان باب ۱۷ وحید ۸ میں لکھا ہے :۔ " دستبد نیست کہ جوہر ایمان منحصر بود باثناء عشریہ" پس کل کو آپ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے متعلق بھی کہدیں گے کہ جس کیلئے جبرًا خلافت چھین کر مسند آنحضرت صلعم پر بیٹھ جانا اس سہولت و آسانی سے ممکن ہے تو اُس کے لئے نحن عترۃ رسول اللہ کہہ کر عترت میں داخل ہو جانا کیونکر مشکل ہے۔ عترت اور اہل بیت کے متعلق ہم پہلے مفصّل لکھ چکے ہیں زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں۔

آپ بعض دادیوں کے لحاظ سے بنی فاطمہ سے بھی تھے۔ جیسا کہ حضورؑ نے اربعین ۲ حاشیہ صہ ۱۷ میں لکھا ہے :۔

" بعض کاغذات میں یہ دیکھا گیا ہے کہ ہماری بعض دادیاں شریف اور مشہور سادات میں سے تھیں۔"

پس آپؑ کا یہ لکھنا تحریری ثبوت کی بنا پر ہے۔ اگر آپ کہیں کہ کوئی شخص اپنی دادیوں کی وجہ سے اپنے باپ کی نسب کے علاوہ اُن کی طرف منسوب نہیں کیا جا سکتا تو یہ غلط ہے۔ کیونکہ تھوڑے تعلق کی وجہ سے بھی دوسرے کی طرف انسان منسوب کیا جا سکتا ہے۔ مثلاً سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق فتوح الغیب مصری صہ ۱۷ تا صہ ۱۲۴ میں حاشیہ (بہجۃ الاسرار و معدن الانوار) لکھا ہے کہ آپ حسنی حسینی صدیقی اور فاروقی اور عثمانی تھے۔ اور تفصیل یہ لکھی ہے کہ آپ کے والد تو امام حسنؓ کی اولاد سے تھے۔ اور والدہ امام حسینؓ کی اولاد سے اور آپ کی دادی حضرت ابوبکر صدیقؓ کی اولاد سے تھیں۔ اور آپکے نویں دادا کی والدہ نے اُنکے باپ کی وفات کے بعد حضرت عثمانؓ کے خاندان میں سے

ایک شخص عبداللہ بن المظفر سے شادی کی تھی اور عبداللہ بن مظفر کی والدہ نے عبداللہ بن عمرؓ سے شادی کی تھی۔ یہ تفصیل لکھ کر لکھتے ہیں:۔

" فعلیٰ ھٰذا یکون ھٰذا النسب الشریف لہ اتصال بسیدنا الصدیق وبسیدنا الفاروق وبسیدنا ذی النورین وبسادا تنا الحسنین رضوان اللہ علیھم اجمعین۔"

اس لحاظ سے آپ حسنی حسینی۔ صدیقی۔ فاروقی۔ عثمانی ہوئے۔

پس جب تھوڑے سے تعلق کی وجہ سے سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ عثمانی۔ فاروقی۔ صدیقی ہو سکتے ہیں تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام بوجہ اپنی دادیوں کے سادات سے ہونے کے کیوں بنی فاطمہؓ سے نہیں ہو سکتے۔

چوتھا باب

اُن دلائل کی تردید کے جواب میں، جو مہدی اور مسیح کے ایک ہونے پر دال ہیں

دلیل (۱) لَا مَھْدِیَّ اِلَّا عِیْسٰی کہ عیسیٰؑ کے سوا کوئی مہدی نہیں۔

سنّی بھائی:۔ (۱) ہم تو یہ سمجھتے تھے کہ جو حدیث آپ پیش فرمائیں گے وہ صحیح مرفوع متصل سے کم درجہ ہی نہیں ہوگی۔ اس حدیث پر تو دنیا بھر کے محدثین نے جرح فرمائی ہے۔

(۲) حافظ ابن قیم نے منار میں اس حدیث کے راویوں پر جرح فرمائی ہے۔

اور ظاہر کیا ہے کہ اِس کے سِلسلۂ روایت میں محمد بن خالد جندی منفرد ہے۔
(۳) کتاب مناقب شافعی میں ہے کہ محمد بن خالد اہلحدیث کے نزدیک غیر معروف ہے۔
(۴) اس کے ایک دوسرے راوی حسن اسنوی کا بھی یہی حال ہے۔
(۵) بیہقی نے بھی یہی لکھا ہے کہ اس حدیث میں محمد بن خالد منفرد ہے۔
(۶) حاکم نے بھی اِس حدیث پر جرح کی ہے۔
(۷) ابوبکر ابن العربی ابن عبدالبر قرطبین وغیرہ نے کہا ہے۔ محمد بن خالد جندی سے انفرادًا روایت کی گئی ہے۔ اور وہ شخص مجہول ہے۔ بخاری علیہ الرحمۃ نے اِس پر اعتراض کیا ہے۔
(۸) نواب صدیق حسن خان لکھتے ہیں کہ یہ حدیث ضعیف ومضطرب ہے۔ انتہی

احمدی: — یہ ہے وہ زبردست جرح جو حدیث لامھدی الاّ عیسٰی پر کی جاتی ہے۔ علماء نے اس حدیث پر جو اتنی لے دے کی ہے۔ تو اِس کی وجہ صرف یہ ہے کہ اُن کے دماغوں میں یہ بات سمائی ہوئی تھی کہ ایک شخص مسیح کے علاوہ مہدی ہوگا۔ جو لڑائیاں کرے گا اور تمام دنیا کے بادشاہ اس کے سامنے جکڑے ہوئے لائے جائیں گے اور ساتھ ہی یہ بات بھی انہیں محسوس ہوئی ہے کہ جو اس حدیث پر جرح کی گئی ہے اس سے اس حدیث کا غیر صحیح ہونا ثابت نہیں ہو سکتا۔ تو انہوں نے دوسری احادیث کے مخالف قرار دیکر پیچھا چھڑایا ہے۔ مثلاً حجج الکرامہ ص۳۸۵ میں جہاں سے مذکورہ بالا جرح بھائی نے نقل کی ہے۔ اُسی صفحہ میں لکھا ہے:۔

"شوکانی در توضیح گفتہ - داما حدیث انس اخرجه ابن ماجة والحاکم فی المستدرك لا مهدی الا عیسٰی ابن مریم فیمکن ان یقال فی تاویله لا مهدی کامل ولا شك ان عیسٰی اکمل من المهدی لانه نبی الله وهٰذا التاویل متحتم لمخالفة ظاهرہ الحدیث -"

پھر لکھا ہے :- " واحادیث دالہ بر خروج مہدی اصح الاسناد اند مثل حدیث ابن مسعود ولو لم یبق من الدنیا الا یوم لطول الله ذالك الیوم حتٰی یبعث رجل من امتی -"

اور اسی طرح ص۳۸۰ میں لکھا ہے :-

" والاحادیث عن النبی صلی الله علیه وسلم فی خروج المهدی ثابتة اصح من هٰذا الحدیث فالحکم لها دونه۔"

پس یہ جو کچھ لکھا گیا ہے - اپنے پہلے خیالات کے ماتحت لکھا گیا ہے ورنہ احادیث میں سے کوئی ایسی حدیث نہیں ہے کہ جس میں یہ ذکر ہو کہ آخری زمانہ میں مسیح موعود کے ساتھ کوئی علیحدہ مہدی ہو گا - مثلاً جو حدیث اُن کے مقابل میں مصنف حجج الکرامہ نے پیش کی ہے اُس میں مہدی کا کہیں ذکر نہیں ہے - بلکہ امت میں سے ایک شخص کے متعلق پیشگوئی ہے کہ وہ ایسا ہوگا - اور نیز یہ حدیث مسیح موعود کے مہدی ہونے کے خلاف نہیں ہے - کیونکہ مسیح موعود بھی امت محمدیہ کا ایک فرد ہے اور امتی ہے -

اب ہم اس جرح کا نمبر وار جواب لکھتے ہیں - سُنیئے

(۱) جناب من آپ کے سامنے جو حدیث پیش کی گئی ہے وہ معضل یا منقطع یا مرسل نہیں بلکہ صحیح مرفوع متصل ہی ہے - صحیح کی تعریف یہ ہے

"مایثبت بنقل عدل تام الضبط" جو عادل تام الضبط کی نقل سے ثابت ہو۔
یعنی جس کے راوی عادل تام الضبط ہوں۔ اس حدیث کے راویوں کو ملاحظہ
فرمالیویں کہ وہ عادل ثقہ تام الضبط ہیں یا نہیں۔

اس حدیث کے راوی مندرجہ ذیل ہیں:۔

پہلا راوی یونس بن عبدالاعلیٰ الصدفی ہے۔ قال ابن کثیر یونس بن عبد الاعلی الصدفی من ثقات۔ حافظ ابن کثیر نے کہا ہے کہ وہ ثقہ ہے۔ اور تہذیب التہذیب جلد ۱۱ صـ۴۴۱ میں لکھا ہے:۔ "قال ابن ابی حاتم سمعت ابی یوثقہ و یرفع من شانہ۔ وقال النسائی ثقۃ۔ وقال علی ابن الحسن بن یزید کان یحفظ الحدیث۔ وقال الطحاوی کان ذا عقل وذکرہ ابن حبان فی الثقات"۔ ابن ابی حاتم کہتا ہے کہ میں نے اپنے باپ سے سنا کہ وہ اس کو ثقہ کہتا تھا اور اس کی شان کی رفعت بیان کرتا تھا۔ نسائی نے کہا ہے کہ وہ ثقہ ہے اور علی ابن الحسن بن یزید کہتا ہے کہ وہ حافظ الحدیث تھا۔ طحاوی نے کہا ہے کہ وہ عاقل اور فہم رسا رکھنے والا شخص تھا۔ اور ابن حبان نے اس کا ثقہ راویوں میں ذکر کیا ہے۔

دوسرا راوی محمد بن ادریس شافعی ہیں۔ وہ ثقہ مسلمہ محدثین ہیں۔

تیسرا راوی محمد بن خالد جندی ہے۔ ابن معین نے کہا ہے کہ وہ ثقہ ہے۔ اور ابن معین کے متعلق تہذیب التہذیب جلد ۱۱ صـ۲۸۶ میں لکھا ہے:۔ قال محمد بن رافع سمعت احمد بن حنبل یقول کل حدیث لا یعرفہ ابن معین فلیس ھو بحدیث"۔ محمد بن رافع نے احمد بن حنبل کو کہتے سنا کہ جس حدیث کو ابن معین نہیں جانتا وہ حدیث ہی نہیں۔ اور صفحہ ۲۸۰ میں اسے امام الجرح والتعدیل لکھا ہے۔ اور اعلم بالرجال والکنیٰ کہ راویوں کے حالات

اور اُن کی کنیتوں سے خوب واقف ہے۔ اور عمرو الناقد کہتا ہے کہ ہم میں یحییٰ بن معین سے اعلم بالاسناد کوئی نہیں تھا۔ ص ۲۸۳

چوتھا راوی :- ابان بن صالح ہے۔ اس کے متعلق تہذیب التہذیب جلد اول صفحہ ۹۴ میں لکھا ہے :-

"قال ابن معین والعجلی ویعقوب بن شیبة وابو زرعة وابو حاتم ثقة وقال النسائی لیس بہ باس وذکرہ ابن حبان فی الثقات۔"

ابن معین اور عجلی اور یعقوب بن شیبہ اور ابوزرعہ اور ابو حاتم نے اسے ثقہ کہا ہے۔ اور امام نسائی کہتے ہیں۔ اس کی حدیث لینے میں کوئی جرح نہیں اور ابن حبان نے اُس کا ثقہ راویوں میں ذکر کیا ہے۔

پانچویں راوی حسن بصری ہیں جو ہر طرح سے عادل ثقہ مشہور ہیں۔

چھٹا راوی انس بن مالک صحابیؓ ہیں۔ جن کے ثقہ اور عادل ہونے میں شک کرنا کسی طرح جائز نہیں۔

مرفوع کہتے ہیں ما انتھی الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم کہ جس کی سند رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم تک پہنچتی ہو۔ تو اس حدیث میں قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم موجود ہے۔ لہذا مرفوع بھی ہوئی۔

متصل کی تعریف یہ ہے فان لم یسقط راو من الرواۃ من البین فالحدیث متصل۔ کہ اگر راویوں میں سے کوئی راوی درمیان سے رہ نہ گیا ہو تو وہ حدیث متصل کہلاتی ہے۔ تو اس حدیث کے راویوں میں سے کوئی راوی چھوٹا بھی نہیں۔ لہذا متصل بھی ہوئی۔

کیوں جناب مفتی صاحب اب تو ذرا شرمایئے۔ اگر لوگوں کے سامنے

نہیں تو خلوت میں ہی سہی۔ اب نہ کہئیگا کہ یہ حدیث صحیح مرفوع متصل نہیں ہے۔

نمبر ۲، ۳، ۵ و ۷ نمبروں میں کسی راوی پر جرح نہیں کی گئی بلکہ کہا گیا ہے کہ حدیث انفراداً روایت کی گئی ہے۔ لیکن یہ جرح بھی حدیث کی صحت میں خارج نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ حدیث کا غریب ہونا۔ یعنی ایک راوی سے روایت کیئے جانا اس کی صحت کے منافی نہیں۔ ملاحظہ ہو مقدمہ مشکوٰۃ فی بیان بعض مصطلحات علم الحدیث ص۶

"وعلم مما ذکر ان الغرابۃ لا تنافی الصحۃ و یجوز ان یکون الحدیث صحیحاً غریبا بان یکون کل واحد من رجالہ ثقۃ۔"

مذکورہ بالا بیان سے معلوم ہو گیا کہ حدیث کا غریب ہونا اُسکی صحت کے منافی نہیں۔ ہو سکتا ہے کہ ایک حدیث باوجود صحیح ہونے کے بھی غریب ہو۔ اس طرح کہ اس کے تمام راوی ثقہ ہوں۔ متنازعہ فیہ حدیث کے رواۃ کا ثقہ ہونا ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔ لہذا یہ حدیث صحیح ہے۔ اور اس کا انفرادی طور پر بیان ہونا مستلزم ضعف نہیں ہے۔

اور آپ کا قول کہ امام بخاری نے اس پر اعتراض کیا ہے اُس وقت تک قابل التفات نہیں ہو سکتا جب تک کہ آپ وہ اعتراض پیش نہ کریں۔ جو امام بخاری نے کیا ہے۔

نمبر ۸۔ اضطراب اگر ہے تو وہ راویوں میں ہے۔ امام حسن سے یہ حدیث مرسل کر کے بھی بیان کی گئی ہے۔ مگر دوسری جگہ یہی حدیث متصل بھی بیان ہوئی ہے۔ اور ایسی مرسل بھی تمام محدثین کے نزدیک حجت ہے

اور اس حدیث کو ابن ماجہ اور حاکم اور ابوالحسن الاجری نے متصل کر کے بیان کیا ہے۔

نمبر۴۔ اس نمبر کے لکھنے سے تو بہائی صاحب کو سوائے ذلت اور رسوائی اور اپنی علمی پردہ دری کرانے کے اور کوئی نفع نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ حسن اسنوی اس حدیث کے راویوں میں سے کوئی راوی نہیں۔ اسقدر افترا، معاذ اللہ۔ خدا کی پناہ اپنی طرف سے راوی کی زیادتی اور پھر اسپر اترانا اور حدیث کو ضعیف گردانا پرلے درجہ کی بے حیائی اور ڈھٹائی کی دلیل ہے۔

حدیث ابن ماجہ کی کتب جسقدر ہندوستان یا مصر یا پنجاب یا دیگر ممالک میں شایع ہوئی ہیں اُن میں سے کسی نسخہ میں اس حدیث کے راویوں میں سے حسن اسنوی راوی کا ذکر نہیں۔ شاید اس ابن ماجہ میں جو ایران کے خاص شہر شیراز یا پھر قلعۂ چہریق کی تنگ و تاریک کوٹھڑی کے کتب خانہ اور کتب خانہ بھی غالبًا بابی کتب خانہ کی الماری اور الماری بھی خاص باب کی الماری سے آپ کو یہ کتاب ملی ہو تو پتہ نہیں جس میں اس حدیث کے راویوں میں حسن اسنوی کو بھی شامل کیا گیا ہے۔ ورنہ یہاں تو یا مظہر العجائب ہاتھی مع ہودج غائب والی مثل پورے طور پر صادق آرہی ہے۔

جب مَیں نے اس راوی کا نام پڑھا تو بہت سوچا کہ الٰہ ابن ماجہ میں تو اس راوی کا نام و نشان نہیں۔ بہائی نے بے حیائی سے کیسے لکھ دیا۔ اور دوسری طرف یہ بھی معلوم تھا کہ بہائی کے حوالوں کا دارومدار سب حجج الکرامہ پر ہی ہے۔ اس لئے اُسی سے اس کا پتہ چلانا چاہیئے۔ آخر

مطابق مشہور مثل جوئندہ یابندہ تلاش کرتے کرتے ایک ایسی عبارت نظر آئی جس میں محمد بن حسن اسنوی کا نام تھا۔ جس سے بندہ سمجھ گیا کہ یہیں سے بہائی نے یہ بات لی ہے۔ اب ناظرین کے سامنے وہ اصل عبارت پیش کرتا ہوں۔ امید ہے کہ ناظرین بہائی کے عقل و فہم اور علم و فضل کی ضرور داد دیں گے۔

" حافظ ابن القیم در منار گفتہ حدیث لا مھدی الا عیسٰی را ابن ماجہ از طریق محمد بن خالد جندی از ابان بن صالح از حسن بصری از انس بن مالک از رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روایت کردہ است و وی متفرد است بروایت آں از محمد بن خالد و حسن اسنوی در کتاب مناقب شافعی محمد بن خالد را غیر معروف نزد اہل ایں صناعہ از اہل علم و فضل گفتہ اند۔" (حجج الکرامہ ص ۳۸۵)

عبارت بالکل صاف ہے۔ اس میں محمد بن اسنوی کو حدیث کا راوی نہیں قرار دیا گیا۔ بلکہ وہ آخری گفتہ کا فاعل ہے۔ کہ محمد بن اسنوی نے محمد بن خالد کو کتاب مناقب شافعی میں اس فن کے ماہرین کے نزدیک غیر معروف لکھا ہے۔ مگر جناب بہائی صاحب اپنے مرشدین باب اور بہاء کی عادت کے مطابق اُسے از خود حدیث کا راوی قرار دے کر اس پر جرح فرما رہے ہیں۔ اور ایک صحیح مرفوع اور متصل حدیث کو ضعیف گردان رہے ہیں۔ دیکھا پہلی دلیل کی تردید کرتے وقت کیسی منہ کی کھائی۔ کیا ذلت اور رسوائی کے سوا اور کچھ بھی ہاتھ آیا۔ آئندہ کے لئے یاد رکھو۔ اہل اللہ کا مقابلہ کرنا کوئی آسان کام نہیں ہے۔

نمبر۶۔ حاکم نے کہا ہے کہ محمد بن خالد جندی مجہول ہے لیکن یہ خیال

ان کا سراسر باطل ہے جیسا کہ مندرجہ ذیل حوالہ سے ظاہر ہے۔

جناب ابوالحسن بن محمد صادق السندی المدنی جو متاخرین میں سے ایک بہت بڑے علامہ گذرے ہیں انہوں نے صحیحین اور ابن ماجہ اور دوسری کتب حدیث کے حواشی لکھے ہیں۔ اس حدیث کے متعلق جو کچھ انہوں نے لکھا ہے وہ مندرجہ ذیل ہے:-

"لا مهدی الا عیسٰی ای وصفا لا لقبا ای المتصف بالهدٰی علی کل وجه بعده صلی الله علیه وسلم الذی ینصرف الیه مطلق الاسم وهو عیسٰی ولیس المراد بان اللقب بالمهدی لیس الا لعیسٰی وفی الزوائد قال الحاکم فی المستدرک بعد ان روی هٰذا المتن بهٰذا الاسناد هٰذا حدیث یعد فی افراد الشافعی ولیس ذالک فقد حدث به غیره ثم ذکر سنده الی یحیٰی ابن السکن عن محمد بن خالد الجندی الصغانی المؤذن شیخ الشافعی و روی عنه غیر واحد ایضاً ولیس هو بمجهول کما زعمه الحاکم بل روی ابن معین انه ثقتہ ولکن روی بعضهم عن الحسن مرسلا و ذکر المزی فی التهذیب عن بعضهم انه رای الشافعی فی المنام وهو یقول کذب علیّ یونس بن عبد الاعلی الصدفی من الثقات لا یطعن فیه بمجرد منام وهٰذا الحدیث فیما یظهر بادیٔ الرائ مخالف للاحادیث الواردة فی اثبات مهدی غیر عیسی بن مریم وعند التامل لا ینافیها بل یکون المراد من ذالک ان المهدی هو عیسی ابن مریم ولا ینبغی

لیس هٰذا عن حدیثی قال ابن کثیر یونس بن عبد الاعلیٰ"

ذالک ان لا یکون غیرہ مھدیا ایضًا واللہ اعلم ۔"

(ابن ماجہ مطبوعہ مصر جلد ۲ حاشیہ ص۲۵۷)

ترجمہ :۔ کلی طور پر متصف بالہدایت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جیسے مطلق مہدی کہہ سکتے ہیں وہ عیسیٰ ہی ہے ۔ اس سے یہ مراد نہیں کہ مہدی کا لقب سوائے عیسیٰ کے اور کسی کے لئے نہیں ۔ زوائد میں ہے کہ حاکم نے اس متن حدیث کو اسی سند سے روایت کر کے کہا ہے کہ یہ حدیث شافعی کے افراد میں سے شمار کی جاتی ہے ۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے کیونکہ امام شافعی کے سوا دوسروں نے بھی اسے روایت کیا ہے ۔ پھر اس نے ابو یحیٰ بن سکن کی سند کا ذکر کیا ہے ۔کہ ابو یحیٰ نے بھی محمد بن خالد جندی صغانی سے اس حدیث کو روایت کیا ہے جو کہ امام شافعی کے استاد کا مؤذن تھا اور ان سے امام شافعی کے سوا دوسروں نے بھی روایت لی ہے ۔یعنی وہ کئی اماموں کے استاد ہیں اور وہ غیر معروف نہیں جیسا کہ حاکم نے خیال کیا ہے بلکہ یحیٰ بن معین سے جو مجدد قرن ثانی شمار کئے گئے ہیں روایت کیا گیا ہے کہ انہوں نے اس کو معتمد اور موثق سمجھا ہے (پس حاکم کا یہ خیال کہ وہ مجہول ہے ایسا ہی باطل ہے جیسا کہ اس حدیث کو شافعی کے افراد میں شمار کرنا کہ اس حدیث کو شافعی کے سوا اور کسی نے بیان نہیں کیا ۔جیسا کہ اوپر ذکر ہو چکا ہے) ہاں بعض نے اس حدیث کو مرسل بھی بیان کیا ہے اور مزی نے تہذیب میں کسی شخص سے یہ ذکر کیا ہے کہ اس نے امام شافعی کو یہ کہتے ہوئے خواب میں دیکھا کہ یونس راوی نے مجھ پر جھوٹ باندھا ہے ۔ یہ حدیث میری نہیں ۔حضرت حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں کہ یونس بن عبدالاعلیٰ الصدفی ثقات اور معتمدین میں سے ہیں ۔محض کسی کی خواب سے ان کو مطعون نہیں

کیا جاسکتا - اور یہ حدیث اگرچہ بادی النظر میں باقی احادیث واردہ دربارہ مہدی کے خلاف نظر آتی ہے مگر غور کریں تو ان کے منافی نہیں ہے - مراد اس سے یہ ہے کہ مہدی جس کو مہدی کہا جاسکتا ہے وہ عیسٰی ابن مریم ہے اُن کے سوا بھی کوئی مہدی ہو تو ہو سکتا ہے۔

اس حوالہ سے تو تمام کا تمام نزاع ختم ہو گیا - مقتدائے اہل حدیث امام ابن کثیر اور علاّمہ سندھی نے بھی اس حدیث کو صحیح قرار دے کر آخری ڈگری ہمارے حق میں دی کہ مسیح موعود مہدویت اور مسیحیت دونوں شانوں کا جامع ہے - اور کامل مہدی بھی مسیح موعود ہی ہے - نہ کوئی اور پس جب مسیح کا کامل مہدی ہونا ثابت ہو گیا - تو ان کے ساتھ یا اُن کے زمانہ میں کسی اور مہدی کے ہونے کا ثبوت دینا چاہیئے - ہمارا مدعا اور مقصد یہی تھا کہ مسیح موعود مہدی ہو گا - اس کا تو مہدی ہونا ثابت ہو گیا - رہی یہ بات کہ آخری زمانہ میں مسیح کے علاوہ کوئی اور امام مہدی ہو گا - اسکا ثبوت فریق مخالف کے ذمہ ہے جو کبھی قیامت تک نہیں دے سکتے -

او مہائیو اور بابیو! اگر کچھ شرم و حیا باقی ہے تو اُٹھو اور ایسی ہی صحیح مرفوع متصل کوئی حدیث پیش کرو جس میں لکھا ہو کہ مسیح موعود کے وقت میں ایک شخص مہدی کامل ہو گا جو مسیح موعود کی بیعت لے گا - اور مسیح موعود کے پیچھے نمازیں پڑھے گا - اگر نہیں تو یقیناً جان لو کہ مسیح موعود کے سوا اور کوئی مہدی موعود نہیں ہے -

بہائیؔ ! - پھر بعض اہل تحقیق نے اس حدیث سے مہدی اور عیسےٰ میں کمال یگانگت مراد لی ہے - اور اگر تدبر فرمایا جائے تو یہ معنے بھی بالکل درست ہیں - بلکہ اصل معنے ہی یہی ہیں -

احمدی:۔ حضرت مجھے تو یہ شبہ پڑتا ہے کہ کل کو آپ کہیں سناتنی نہ بن جائیں یا جینیوں کے کسی مندر میں جا کر جنیئو نہ زیب تن کریں۔ اور قشقہ لگا کر سناتن دھرم کی جے اور مہابیر کی جے کے نعرے لگاتے ہوئے بتوں کے آگے جبہ سائی کرنے لگ جائیں۔ بابیو اور بہائیو! تم تو آگے ہی آدھے تیتر اور آدھے بٹیر ہو۔ کیونکہ تمہارے نزدیک سناتنی سناتنی رہ کر اور عیسائی عیسائی رہ کر بھی بابی اور بہائی ہو سکتے ہیں تو جب تم نے ایسے معنے کرنے شروع کر دیئے تو پھر تمہارے سناتنی یا جینی بننے میں کوئی شبہ نہیں کیونکہ کل کو یہ بھی کہدو گے کہ بُت پرستی جائز ہے۔ اور شرک کرنا اعلیٰ درجہ کا کام ہے۔ اور کسی مسلمان کے کلمہ لا اللہ الا اللہ پیش کرنے پر کہہ دو کہ اس میں خدا کے سوا دوسرے معبودوں کی معبود ہونے سے نفی نہیں کی گئی بلکہ خدا اور دوسرے معبودوں میں کمال یگانگت اور اتحاد کا بیان کیا گیا ہے کہ خدا تعالےٰ کے سوا جو دوسرے معبود ہیں اُنکا کوئی علیحدہ وجود نہیں وہ اللہ تعالیٰ ہی ہیں۔ ان میں جو صفات پائی جاتی ہیں وہ خدا تعالیٰ ہی کی صفات ہیں۔ اور ان میں جو کچھ پایا جاتا ہے وہ خدا تعالیٰ کا ہی ظہور ہے۔

اے بابیو! خدا را غور کرو کہ یہ معنے کہاں تک درست ہیں۔ عربی زبان میں اتحاد و یگانگت بیان کرنیکا یہ طریقہ نہیں ہے۔ صرف لا یا تو نفی جنس کے لیے آتا ہے یا نفی صفات کے لیے۔ لا نفی جنس کا تو یا لا نفی صفت کا دونوں طور سے تمہارے پیش کردہ معنے باطل ہیں اور ہمارے معنے درست۔ فافھموا ولا تکونوا من الجاھلین

بہائی:۔ بہت سی حدیثیں مہدی کے جہاد کے بارے میں آئی ہیں۔ ص۱۴۱

احمدی :- ایک طرف تو آپ مہدی اور مسیح کا زمانہ ایک مانتے ہیں
اور لکھتے ہیں " جناب عالی جبکہ مہدی اور مسیح کا زمانہ ایک ہے تو پھر
فرائض و صفات بھی ایک ہی ہونا چاہئیں - اور یہ دونوں وجود ہمعصر ہیں -
امن عدل اور انصاف اگر ایک کے وقت میں ہو تو دوسرے کے وقت میں
بھی ہوگا. لازمی بات ہے ۔"
پھر باوجود اس کے آپ یہ بھی کہتے ہیں کہ مہدی جنگیں کریگا - جب
اُن کا زمانہ ایک ہوا - تو مہدی جنگ کیسے کریگا - کیونکہ مسیح موعود کے
متعلق تو بخاری میں یضع الحرب آیا ہے کہ وہ لڑائی نہیں کریگا - اور
اس کا زمانہ ایک امن کا زمانہ ہو گا - یہاں تک کہ شیر اور بکری ایک گھاٹ
پانی پئیں گے - علاوہ ازیں آپ نے خود ہی بائبل سے بھی اس بارے میں
پیشگوئیاں لکھی ہیں کہ وہ زمانہ صلح و سلامتی اور امن و انصاف کا زمانہ ہے
جیسا کہ یسعیاہ باب ۲ آیت ۵ میں لکھا ہے :- " قوم قوم پر تلوار نہ چلائیگی " -
ایک اہلِ علم کے قلم سے کیونکر نکل سکتا ہے کہ تلوار نہیں چلیگی اور تلوار چلیگی -
دو متضاد باتیں - کیا دماغ تو نہیں پھر گیا - پھر آپ کا یہ اعتراض کہ
حضرت مسیح موعود و مہدی معہود مکہ و مدینہ کیوں نہیں گئے بالکل ناجائز ہے
کیونکہ مسیح موعود اور مہدی معہود کے لئے مکّہ اور مدینہ جانا کہیں ضروری نہیں
لکھا - اصل وجہ یہ ہے کہ امت کے بعض افراد کے ساتھ جو پیشگوئیاں تعلق
رکھتی ہیں لوگوں نے سب کا ایک ہی شخص کو مصداق سمجھکر اس کا نام مہدی
رکھ لیا ہے - جو محض اُن کے دماغ کا مخترع مہدی ہے - مثلاً ایک حدیث
میں آتا ہے کہ میری امت سے ایک شخص ہو گا جس کا مولد مدینہ اور
ہجرت گاہ مکّہ ہو گی - علماء نے اس شخص سے بھی مہدی مُراد لیا ہے -

تو یہ روایت تمہارے باب پر کبھی صادق نہیں آتی - اور وہ عبداللہ بن زبیرؓ پر پورے طور پر صادق آ رہی ہے -

پھر حدیث لا مھدی الا عیسٰی کی تائید قرآن مجید سے بھی ہوتی ہے خدا تعالیٰ فرماتا ہے :- ھوالذی ارسل رسولہ بالھدٰی و دین الحق لیظھرہٗ علی الدین کلّہ - اس آیت کے ماتحت مفسرین نے یہی لکھا ہے کہ یہ آیت مسیح موعود کے زمانہ سے تعلّق رکھتی ہے - اور اُسی کے وقت میں یہ غلبہ حاصل ہو گا - اس آیت میں دو باتیں وجہ غلبہ کی بیان ہوئی ہیں - ایک الھدٰی - دوسرا دین الحق - جو اس کے مسیح اور مہدی ہونے کی طرف اشارہ کر رہی ہیں - حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :-

"غرض اس آیت شریف میں جو دو فقرے موجود ہیں ایک بالھدٰی اور دوسرے دین الحق - اِن میں سے پہلا فقرہ ظاہر کر رہا ہے کہ وہ فرستادہ مہدی ہے اور خدا کے ہاتھ سے صاف ہُوا ہے اور صرف خدا اُس کا معلّم ہے - اور دوسرا فقرہ یعنی "دین الحق" ظاہر کر رہا ہے کہ فرستادہ عیسٰی ہے اور بیماروں کو صاف کرنے کے لئے اور ان کو اُن کی بیماریوں پر متنبہ کرنے کے لئے علم دیا گیا ہے اور دین الحق عطا کیا گیا ہے تا وہ ہر ایک مذہب کے بیمار کو قائل کر سکے اور پھر اچھا کر سکے اور اسلامی شفا خانہ کی طرف رغبت دے سکے - .... غرض آنے والے مصلح کے لئے جو خاتم المصلحین ہے دو جوہر عطا کئے گئے ہیں - ایک علم الہدٰی جو مہدی کے اسم کی طرف اشارہ ہے جو مظہر صفت محمّدیت ہے - یعنی باوجود امیّت کے علم دیا جانا - اور دوسرے تعلیم دین الحق جو انفاس شفا بخش مسیح

کی طرف اشارہ ہے۔یعنی روحانی بیماریوں کے دُور کرنے کے لئے اور اتمام حجّت کے لئے ہر ایک پہلو سے طاقت عطا ہونا۔"

(اربعین ۲ صفحہ ۹-۱۰ ایڈیشن دوم)

پس حدیث لا مہدی الا عیسٰی دوسری احادیث کے مقابلہ میں بالکل صحیح ہے۔کیونکہ قرآن مجید بھی اس کا مؤید ہے اور قرآن مجید میں مسیح کے علاوہ کسی اَور کے مہدی ہونے کا بالکل ذکر نہیں۔

دوسری دلیل عن النبیّ صلی اللہ علیہ وسلم قال یوشک من عاش منکم ان یلقی عیسی ابن مریم اماما مھدیا و حکما عدلا۔ (مسند امام احمد بن حنبل جلد ۲ صفحہ ۴۱۱)

ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔قریب ہے جو شخص تم میں سے زندہ رہے۔ وہ عیسٰی بن مریم سے ملاقات کرے اس حال میں کہ عیسٰی امام مہدی ہے اور حَکَم عدل ہے۔

بہائی:۔ اِس حدیث میں مہدی کا استعمال دلالت وضعی کی رُو سے ہے اور المھدی من عترتی من ولد فاطمہ میں لفظ مہدی کا استعمال منقول شرعی ہے۔ صفحہ ۴۶

احمدی:۔ یہ ترجیح بلا مرجح کیوں؟ صرف اس لئے کہ آپ کے دماغ میں یہ بات سمائی ہے کہ مہدی موعود مسیح موعود کے علاوہ کوئی اَور شخص ہے۔المھدی من عترتی من ولد فاطمہ کے متعلق پہلے مفصل بحث ہو چکی ہے۔اور نیز اس حدیث میں یہ ذکر نہیں کہ آخری زمانہ میں کوئی مہدی مسیح کے علاوہ ہوگا۔ایک تو اس لئے کہ مسیح موعود بوجہ امتی ہونے کے بنی فاطمہ سے بھی ہوسکتا ہے۔ دوسرے اس حدیث کا مصداق نفس زکیہ محمد بن عبداللہ

ملقب بالمہدی ہو چکا ہے۔ جیسا کہ پہلے علامہ ابن خلدون کے قول سے ثابت کیا جا چکا ہے اور اماماً مهدیاً والی حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لفظ کو مسیح کے لئے اختیار کیا ہے جو عام لوگوں کی زبان پر مشہور ہے اور وہ امام مہدی کا لفظ ہے۔ سو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے امام اور مہدی دونوں لفظوں کو مسیح کے لئے اکٹھا استعمال کیا ہے۔ آپ بیشک کتب احادیث کی اوراق گردانی کریں اور دنیا بھر میں جسقدر کتب احادیث شائع ہوئی ہیں اُن کا ایک ایک صفحہ ایک ایک سطر ایک ایک حرف پڑھکر دیکھیں مگر مسیح کے علاوہ کسی اور شخص کے لئے امام مہدی کا لفظ آپ کو نہیں ملیگا۔ پس یہ حدیث ان لوگوں کے مقابلہ میں جو کہتے ہیں کہ مہدی موعود مسیح کے علاوہ کوئی اور شخص ہے ایک حجّت قاطع و برہان ساطع اور سیف بتّار کا کام دے رہی ہے۔ جس کا اُن کے پاس سوائے بغلیں جھانکنے اور اِدھر اُدھر کی باتیں کرنے کے کوئی جواب نہیں ہے۔

اور ابوذر غفاریؓ کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا کہ جس نے مسیح کو دیکھنا ہو وہ ابوذر کو دیکھ لے اِس لئے ہے کہ ابوذر ورع و زہد کے لحاظ سے مسیح کی طرح ہے اِس سے نہ تو اس کا مسیح موعود ہونا ثابت ہوتا ہے اور نہ ہی انہوں نے دعویٰ کیا کہ مَیں مسیح موعود ہوں۔ اس کو مسیح موعود کے مہدی ہونے پر قیاس کرنا بعید از عقل و انصاف ہے۔

پانچواں باب

در علاماتِ مہدئ آخرالزمان

اہل دانش ہمارے گذشتہ بیان سے بآسانی سمجھ سکتے ہیں کہ مسیح موعود اور مہدئ معہود ایک ہی وجود کے دو نام ہیں۔ دو علیحدہ علیحدہ شخص نہیں ہیں اب ہم بتانا چاہتے ہیں کہ باب مہدئ معہود نہیں ہو سکتا۔ اس مدعا کے اثبات کے لئے ذیل میں احادیث مہدی سے چند علامات مہدی ایسی تحریر کرتے ہیں جن کے پورا کرنے میں انسانی ہاتھوں کا دخل نہیں بلکہ ان کا پایا جانا محض خدا تعالیٰ کے ارادہ اور منشار سے ہی ہو سکتا ہے۔ انسانی کوششیں اُن کے پورا کرنے سے قاصر ہیں۔ بابی بھی چند علامات باب کے دعوئ مہدویت کی دلیل میں پیش کیا کرتے ہیں۔ مثلاً خراسان سے سیاہ جھنڈوں کا لے جانا۔ سو اوّل تو ایسی احادیث جن میں سیاہ جھنڈوں کا ذکر ہے ضعیف ہیں۔ جیساکہ حجج الکرامہ ص ۳۶۶ میں لکھا ہے۔

"وازانجملہ آمدن روایات سود است بسوئے وی از طرف خراسان برائے بیعت و درین باب حدیثہا ست اما ہمہ ضعیف۔"

پھر ص ۴۲۵ میں لکھا ہے۔

"آمدن روایات سود ہمراہ ابومسلم خراسانی از طرف مشرق واقع شدہ"

یعنی یہ حدیث ابومسلم خراسانی کے مشرق کی طرف سے اپنے ہمراہ جھنڈے لانے

پوری ہو چکی ہے۔ آگے لکھا ہے۔ والحدیث ضعیف رواہ ابن الجوزی فی الموضوعات۔ کہ یہ حدیث ضعیف ہے اور ابن جوزی نے اس کا ذکر موضوعات میں کیا ہے۔ ہاں اگر اس کا مصداق کسی اور رنگ میں ظاہر ہو یا جس نے مہدی ہونے کا دعویٰ کیا ہے اس کا اس بات کے پورا کرنے میں دخل نہ ہو اور وہ پیشگوئی ایسے رنگ میں پوری ہو چکی ہو جس سے اس کا تعلق ہو تو پھر بوجہ اس کے وقوع کے ضعف اس کی صحت کے مانع نہیں ہو سکتا۔

دوم:۔ ایک شخص جس نے دعویٰ کرنے کا پہلے سے ارادہ کیا ہوا ہو۔ تو وہ ایسا کر سکتا ہے۔ چنانچہ ایسی علامات کو لے کر اور لوگوں نے بھی دعوئے مہدویت کا کیا ہے۔ حجج الکرامہ صفحہ ۳۹۸ میں لکھا ہے۔ کہ ایک شخص عبداللہ نامی نے کہا کہ میں حسینی خاندان سے ہوں۔ پھر اُس نے اپنے بارہ سالہ لڑکے کا نام محمد رکھا اور لقب مہدی رکھ کر اُس کے موعود ہونے کا دعویٰ کر دیا۔ چنانچہ بہت سے لوگ اس کے متبع بھی ہو گئے۔ اصل عبارت مندرجہ ذیل ہے:۔

"وقبل تالیف ایں کتاب مردی بجبال عفراد عماریہ از اکراد ظاہر شد نامش عبداللہ بود دعویٰ کرد کہ وی شریف حسینی است و اورا ولدی صغیر بود دوازدہ سالہ یا کم و بیش است نامش محمد نہادہ ولقب اور مہدی و ادعا کرد کہ وی موعود است وجمعی کثیر از قبائل تبعیت او کردند وبر بعض قلاع مستولی شد والی موصل بر سروی رسید ومیان ایشاں قتال وسفک دماء واقع شد و مدعی ہزیمت خورد وباپسر خود اسیر گشتہ۔"

باب مکّہ نہیں گیا

اسی طرح بابی کہتے ہیں کہ باب نے رکن اور مقام کے درمیان حج میں اپنے دعویٰ کا اعلان کیا۔ مگر مسلمان اس بات میں اُن کے مخالف ہیں اور کہتے ہیں کہ باب کبھی مکّہ نہیں گیا اور نہ ارضِ حجاز میں داخل ہوا۔ بلکہ سمندر کی طغیانی اور کشتیوں کی غرقابی کے خوف سے اپنے ساتھیوں سمیت بندر بوشہر چلا گیا۔ جہاں کہ اُس نے اپنے ماموں کے پاس پرورش پائی تھی اور مسلمان اُس کے لئے مندرجہ ذیل وجوہ پیش کرتے ہیں۔ جن پر غور کرنے سے اُن کے قول کی صداقت اور بابیوں کا کذب ظاہر ہے۔

پہلی وجہ :- کہ اگر باب فی الواقعہ مکّہ گیا اور اس نے رکن اور مقام کے درمیان تمام حاجیوں کے روبرو اپنے دعوے کو پیش کیا تو یہ غیر ممکن ہے کہ مختلف فرقوں اور مختلف شہروں کے تمام وہ لوگ جو اس سال حج کیلئے وہاں گئے ہوئے تھے وہ اتنے عظیم الشان دعوے کو سُنتے اور پھر سُنکر خاموش رہتے اور کوئی بھی اس کا ذکر نہ کرتا۔

دوسری وجہ :- مسلمان عموماً اور شیعہ صاحبان خصوصاً مہدی کے ظہور کے منتظر ہیں۔ پھر عقل کیونکر تسلیم کر سکتی ہے کہ ان میں سے ہزاروں مکّہ میں موجود ہوں اور اُس کے دعوے کو سُنیں اور پھر کوئی بھی اُن میں سے اُس کے دعویٰ کا ذکر نہ کرے اور سب ہی چھپانے پر اتفاق کر لیں خصوصاً جب کہ شیعہ صاحبان قریباً ایک ہزار سال سے اس کے منتظر ہیں اور وہ اس کی بڑی علامت مکّہ میں سے اس کا ظہور اور تلوار لگائے ہوئے ہونا خیال کرتے ہیں۔ اُن میں سے کسی نے بھی اس کے دعویٰ کا ذکر نہیں کیا۔ گویا کہ یہ کوئی واقعہ نہیں ہوا۔

تیسری وجہ :- بدیہی بات ہے کہ اگر شیعہ صاحبان مکّہ میں اُسکی دعوت کو سُنتے تو اس کے دعوے میں غور کرتے۔ پھر اگر اس کا دعویٰ قابلِ قبول ہوتا تو مانتے ورنہ انکار کر دیتے۔ اس طرح پر یہ خبر دوسرے شہروں میں پھیل جاتی اور مکّہ سے حج کر کے واپس آنے والے دوسروں کے پاس بیان کرتے لیکن کوئی شخص شیعی فارسی ہو یا عربی۔ ترکی ہو یا ہندی یہ نہیں بیان کرتا کہ اُس نے باب کو مکّہ میں دیکھا اور اس کے دعوے کو سُنا۔ اور پھر اُسے قبول کیا یا انکار کیا۔ قطعًا کوئی ذکر نہیں۔

چوتھی وجہ :- شیعی صاحبان کو چھوڑ کر عرب اور ترک کے اہل سنت والجماعت کو لیتے ہیں۔ پھر دوسرے سُنی صاحبان کو جو اس سال ہند یا ایران وغیرہ ممالک سے حج کے لئے آئے ہوئے تھے اور شریف مکہ اور اس کے قاضی مفتی علماء وغیرہ نے ہی اس کے دعوٰی کے متعلق سُنا ہوتا اور انہیں ہی خبر ملتی۔ مگر ان کو بھی کوئی خبر نہ ہوئی۔

پانچویں وجہ :- اور اگر بالفرض مان بھی لیں کہ باب وہاں گیا۔ اور بعض لوگوں نے اُس کے دعوٰی کو سُنا اور قبول کیا یا نہ مانا تو پھر قبول کرنے والوں یا منکروں کا کیا حال ہُوا۔ وہی کچھ تھوڑا سا بیان کرو۔ اور اگر کہو کہ اپنے ساتھیوں میں ہی اعلان کیا تھا تو اتنے بڑے لمبے سفر کی ضرورت ہی کیا پیش آئی۔

مذکورہ بالا وجوہات ہیں جو کتاب مفتاح باب الابواب میں درج ہیں جن کو میں نے خلاصتہً عربی سے اردو میں ترجمہ کر کے لکھا ہے اور ناقد بصیر ان سے معلوم کر سکتا ہے کہ باب قطعًا مکّہ نہیں گیا اور نہ ہی اُس نے رکن اور مقام کے درمیان اپنے دعوٰی کا اعلان کیا۔ اور پھر حدیث میں تو

بیعت کا لفظ ہے کہ لوگ اُسکی رکن اور مقام کے درمیان بیعت کرینگے۔ سو اگر وہ اپنے دعوے کا اعلان کرتا اور لوگ اس کی بیعت کرتے تو اس کا چرچا ضرور ہوتا۔

اب میں بابیوں کی پیشکردہ علامات کو ملحوظ رکھتا ہوُا اس کتاب کے حجم کے مطابق چند علامات فیصلہ کن لکھتا ہوں جس سے معلوم ہو جائیگا کہ سچا مہدیٔ موعود کون ہے۔ کیونکہ جس مدعی میں ایسی علامات پائی جائیں گی جن کے پورا کرنے میں انسانی ہاتھوں کا دخل نہ ہو وہی سچا مہدی موعود ہوسکتا ہے نہ کوئی اور۔ اس لئے اب ہم دیکھتے ہیں کہ کتب احادیث میں مہدی کی جو علامات بیان کی گئی ہیں وہ حضرت مرزا غلام احمدؑ صاحب مسیح موعود و مہدیٔ معہود پر صادق آتی ہیں یا باب پر۔

پہلی علامت:۔ مہدی کے متعلق آتا ہے یسمی باسم نبیکم (ابوداؤد) کہ مہدی کا نام آنحضرتؐ کا نام ہوگا۔ فانّہ المھدی واسمہ احمد۔ (اقتراب الساعۃ) کہ مہدی کا نام احمدؑ ہوگا۔ پس دوسری حدیث نے پہلی حدیث کی بھی تشریح کردی۔ یہ علامت باب پر صادق نہیں آتی۔ کیونکہ باب کا نام علی محمد تھا۔ نہ احمد۔ اور حضرت مسیح موعود و مہدی معہود کا نام احمد تھا غلام کا لفظ خاندانی ہے۔ اصل نام احمدؑ ہے۔ چنانچہ آپ کے والد کا نام غلام مرتضےٰ اور آپ کے بڑے بھائی کا نام غلام قادر تھا۔ آپ کے والد صاحب نے دو گاؤں اپنے بیٹوں کے نام پر بسائے۔ ایک کا نام قادر آباد اور دوسرے کا نام احمد آباد رکھا اور الہامات میں بھی اللہ نے آپکو احمدؐ کے نام سے خدا تعالیٰ نے پکارا۔ اور نیز آپ نے یواطئ اسمہ اسمی واسم ابیہ اسم ابی کے متعلق سر الخلافہ صفحہ ۴۷ و ۴۸ میں لکھا ہے:۔ (ترجمہ از عربی عبارت)

"کہ یہاں سے مراد روحانی ناموں کا توافق ہے۔ نہ کہ جسمانی اور فانی توافق۔
کیونکہ ہر ایک شخص کا ایک نام خدا تعالیٰ کے حضور ہوتا ہے جس کی حقیقت اسی زندگی میں بہر حال کھل کر رہتی ہے اور کبھی ایسا بھی ہو جاتا ہے کہ ساتھ ہی ظاہری طور پر بھی مطابقت پائی جاتی ہے۔ جیسا کہ آنحضرت کے ناموں میں سے بھی ایک نام احمدؐ ہے اور میرا نام بھی احمدؐ ہے۔ پس اسم ابیہ اسم ابی میں روحانی حالت اور حقیقت کے تطابق کی طرف لطیف اشارہ ہے۔"

اور ازالہ اوہام طبع اول صفحہ ۱۴۸ میں اسی حدیث کے متعلق فرماتے ہیں:۔

"اب دیکھو کہ خلاصہ اس حدیث کا یہی ہے کہ وہ میرا مثیل ہو گا۔"

مگر باب کا نام صرف محمد نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ علی خاندانی نام نہیں۔ بلکہ اصل نام میں شامل ہے۔ چنانچہ باب کے والد کا نام محمد رضا تھا۔

دوسری علامت:۔ ابو داؤد میں آتا ہے۔ حارث حراث کہ وہ بڑا زمیندار ہوگا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا خاندان زمیندار تھا۔ مگر باب کا خاندان تاجر پیشہ تھا اور وہ خود بھی تجارت کرتا رہا ہے۔ ملاحظہ ہو تعلیمات بہائیہ صفحہ ۴ "وہ تجارت پیشہ خاندان میں پیدا ہوئے تھے اسواسطے صرف اتنی ہی تعلیم پائی جتنی کہ حساب کتاب کے واسطے ضروری تھی۔"

تیسری علامت:۔ ان لمھدینا اٰیتین لم تکونا منذ خلق السموٰت والارض ینکسف القمر لاول لیلۃ من رمضان وتنکسف الشمس فی النصف منہ (دارقطنی) کہ ہمارے مہدی کے دعویٰ کو جب لوگ تسلیم نہیں کرینگے بلکہ تکذیب کریں گے تو اُن کی صداقت ظاہر کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ دو نشان دکھائیگا۔ اس طرح پر وہ مہدی کے نشان بنیں گے اور وہ دونوں کبھی کسی مہدی کے نشان نہیں بنے۔ اور وہ نشان یہ ہیں کہ رمضان کے مہینہ میں

چاند کو تیرھویں تاریخ میں اور سورج کو رمضان کی اٹھائیسویں تاریخ میں گرہن لگے گا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ مہدویت کے چند سال بعد ہی ۱۳۱۱ھ میں یہ کسوف و خسوف ہوا۔ اب ہر ایک عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ سورج چاند کے گرہن لگنے میں انسانی ہاتھوں کا قطعاً دخل نہیں کیونکہ آسمانی اشیاء پر کسی کا تصرف نہیں ہو سکتا۔ باب کے وقت میں ایسا کسوف و خسوف نہیں ہوا۔

چوتھی علامت:۔ پھر حجج الکرامہ صفحہ ۳۶۶ میں علامات مہدی میں سے ایک علامت یہ لکھی ہے کہ مہدی کے وقت کعبہ کے نیچے کا خزانہ باہر نکل آئیگا۔ اور مہدی اُسے تقسیم کریگا۔

"و گنج نہانے کہ در کعبہ است در زمان او بیرون آید و در رسالہ عشریہ گفتہ ایشاں خزانہ را کہ در پیش در کعبہ مدفون است و آنرا تاج الکعبہ گویند برآوردہ و در مسلماناں قسمت کنند"

کعبہ سے مراد اسلام اور قرآن مجید ہے۔ یعنی مہدیٔ موعود قرآن مجید کے حقائق مخفیہ اور معارف مستترہ بیان کریگا اور مسلمانوں کو اصل اسلام سکھائیگا۔ اور بدعات کہ جن کو لوگ اسلام سمجھے ہوئے ہونگے دُور کریگا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود و مہدیٔ معہود علیہ السلام نے قرآن مجید کے حقائق و معارف و دقائق و لطائف اور رموز مخفیہ اور مطالب عمیقہ کو بیان کیا۔ مگر باب نے تو قرآن مجید کو ہی منسوخ قرار دیا اور کہہ دیا کہ اس کے پڑھنے ہی کی ضرورت نہیں بلکہ میری کتاب بیان اس سے بدرجہا افضل ہے۔ پس یہ علامت بھی اس پر صادق نہیں آتی۔ اور کنز کعبہ سے یہی مراد ہے جو ہم نے لکھی ہے۔ کیونکہ حقیقی طور پر کعبہ کے نیچے کوئی پوشید خزانہ نہیں ہے۔

ہماری تائید دجّال اور مسیح کے طوافِ کعبہ سے بھی ہوتی ہے کیونکہ شراح حدیث نے اس حدیث میں کعبہ سے مراد اسلام لی ہے۔ کہ دجّال اسلام کو تباہ کرنے کی کوشش کریگا اور خلل ڈالیگا۔ اور مسیح موعود اس کی اصلاح کریگا۔ چنانچہ بہاء اللہ اور باب نے اسلام کو گرانے اور تباہ کرنے کی کوشش کی اور مسیح موعود نے پھر اُسے قائم کیا۔ اور اسلام کو حقیقی اور زندہ کامل مذہب ثابت کیا۔ پس کعبہ سے مراد اسلام اور اس کا خزانہ قرآن مجید ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام اربعین ۴ ایڈیشن دوم کے حاشیہ میں فرماتے ہیں:۔

" قرآن شریف کی آیت لیظہرہ علی الدین کلّہ میں وعدہ تھا کہ یہ علوم اور معارف مسیح موعود کو اکمل اور اتم طور پر دیئے جائیں گے۔ کیونکہ تمام دینوں پر غالب ہونیکا ذریعہ علومِ حقّہ اور معارفِ صادقہ اور دلائل بیّنہ اور آیاتِ قاہرہ ہیں۔ اور غلبہ دین کا انہی پر موقوف ہے۔ اسی کی طرف اشارہ ہے کہ جو کہا گیا کہ اُن دنوں بیت اللہ کے نیچے سے ایک بڑا خزانہ نکلے گا۔ یعنی بیت اللہ کے لئے جو خدا تعالیٰ کو غیرت ہے وہ تقاضا کریگی جو بیت اللہ سے روحانی معارف اور آسمانی خزائن ظاہر ہوں ...... اور بیت اللہ پر موقوف نہیں بلکہ قرآن کے ہر ایک فقرہ کے نیچے ایک خزانہ ہے جس کو کافروں کے ہاتھ مخالفانہ حربہ سے منہدم کرکے جھوٹ کے رنگ میں دکھلانا چاہتے ہیں۔ ...... اور ان معنوں کو قائم رکھ کر ایک اَور معنے یہ بھی ہیں کہ خدا تعالیٰ نے اپنے الہامات میں میرا نام بیت اللہ بھی رکھا ہے۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ جسقدر اس بیت اللہ کو گرانا چاہینگے اس میں سے معارف اور آسمانی نشانوں کے خزانے نکلیں گے۔ چنانچہ میں دیکھتا ہوں کہ ہر ایک ایذاء کے وقت ضرور ایک خزانہ نکلتا ہے۔"

پانچویں علامت :- کہ مہدی صدی کے سر پر مبعوث ہوگا اور مہدی کے عشرۂ اولیٰ میں دعویٰ کریگا۔ ملاحظہ ہو حجج الکرامہ صـ۳۹۲

"نیز وارد شدہ کہ ظہور مہدی بر سر مائۃ باشد۔"

اور صـ۳۹۵ میں لکھتا ہے :-

"مہدی مجدد دین امت و آنکہ در بارۂ مجدّدین آمدہ کہ ان اللہ یبعث علیٰ رأس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا"

پھر اُسی صفحہ پر لکھتا ہے :-

"ابو نصر از ابو عبداللہ جعفر صادق آوردہ کہ بیرون نیاید مہدی مگر در سالہائے طاق سال یکم یا سوم یا پنجم یا ہفتم یا نہم گویا عشرہ اولیٰ را اول مائۃ شمردہ"

یہ علامت بھی باب پر صادق نہیں آتی۔ کیونکہ باب نے بقول بابیوں کے سنہ ۱۲۶۰ھ میں دعویٰ کیا۔ مگر حضرت مسیح موعود و مہدی معہود نے تیرھویں صدی کے عشرۂ اولیٰ کے طاق سالوں میں دعوئے مہدویت کیا۔

چھٹی علامت :- مہدی کی ایک علامت یہ ہے کہ اُس کے اعوان و انصار کی تعداد بدر کی جنگ میں شامل ہونے والوں کی تعداد کے موافق ہوگی یعنی ۳۱۳۔ ملاحظہ ہو حجج الکرامہ صـ۳۶۶ اور جواہر الاسرار میں لکھا ہے :-

"یجمع اصحابہ من اقصی البلاد علیٰ عدۃ اھل بدر ثلاث مائۃ وثلثۃ عشر رجلا۔ و معہ صحیفۃ مختومۃ فیھا عدد اصحابہ باسمائھم و بلادھم و خلالھم۔"

کہ مہدی کے اصحاب دُور دُور شہروں سے اہل بدر کی تعداد پر ۳۱۳ جمع ہونگے اور اُس کے پاس ایک مختوم صحیفہ ہوگا جس میں اس کے اصحاب

مخلصین کا اُن کے ناموں ۔ اُن کے شہروں اور اُن کی عادتوں سمیت ذکر لکھا ہُوا ہوگا ۔ یہ علامت بھی باب پر صادق نہیں آتی ۔ کیونکہ اُس نے کوئی ایسا صحیفہ تیار نہیں کیا جس میں اس کے ۳۱۳ اصحاب کے نام معہ سکونت و کاموں وغیرہ کے لکھے ہوں ۔ مگر حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام نے ضمیمہ انجام آتھم میں ۳۱۳ اصحاب کے نام معہ سکونت وکام وغیرہ کے تحریر فرمائے ہیں ۔

ساتویں علامت :۔ مہدی پر فرشتہ وحی نازل کرے گا ۔ ملاحظہ ہو حجج الکرامہ صفحہ ۴۳۲ ۔ بہائی مفتی نے بھی نزول جبریل مہدی کی ایک علامت قرار دی ہے ۔ مگر یہ بھی باب پر صادق نہیں آتی ۔ کیونکہ باب پر نزول جبریل نہیں ہوا ۔ اگر ہُوا ہے تو اس کی کسی کتاب سے حوالہ پیش کرو ۔ مگر یاد رکھو کہ یہ علامت بھی سچے مہدی موعودؑ پر صادق آتی ہے ۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں :۔

" جاءنی آیل واختار ۔ وادار اصبعہ واشار ۔ ان وعد اللّٰہ اتی ۔ فطوبیٰ لمن وجد ورایٰ ۔ "

ترجمہ :۔ میرے پاس آیل آیا ۔ اور اُس نے مجھے چُن لیا ۔ اور اپنی انگلی کو گردش دی اور یہ اشارہ کیا کہ خدا کا وعدہ آگیا ہے ۔ پس مبارک وہ جو اس کو پاوے اور دیکھے ۔ اور حاشیہ میں فرماتے ہیں :" اس جگہ آیل خدا تعالیٰ نے جبرائیل کا نام رکھا ہے ۔ اس لئے کہ بار بار رجوع کرتا ہے ۔" حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۰۳

آٹھویں علامت :۔ ملاحظہ ہو حجج الکرامہ صفحہ ۳۶۰

" بر دوش دو عبائے قطرانی بود " کہ مہدی پر دو عبائے قطرانی ہونگی ۔

اور دوسری حدیث میں انہی کو دو زرد چادروں سے تعبیر کیا گیا ہے۔ باب پر یہ دو زرد چادریں نہیں تھیں۔ اگر تھیں تو بتاؤ۔ باب نے اس حدیث کو اپنی نسبت کس کتاب میں پیش کیا ہے۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دو زرد چادروں سے مراد جیسا کہ معبرین نے لکھا ہے۔ ملاحظہ ہو تعطیر الانام جلد ا صفحہ ۱۷ دو بیماریاں مراد لی ہیں۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں :۔

"ہاں دو مرض میرے لاحق حال ہیں۔ ایک بدن کے اوپر کے حصہ میں اور دوسری بدن کے نیچے کے حصہ میں۔ اوپر کے حصہ میں دوران سر ہے اور نیچے کے حصہ میں کثرت پیشاب ہے۔ اور یہ دونوں مرضیں اسی زمانہ سے ہیں جس زمانہ سے میں نے اپنا دعویٰ مامور من اللہ ہونے کا کیا۔ میں نے ان کے لئے دعائیں بھی کیں۔ مگر منع میں جواب پایا۔" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۰۷)

نویں علامت :۔ ملاحظہ ہو حجج الکرامہ صفحہ ۳۸۵

" وعمر او نزد ظہور چہل سال بود " کہ مہدی کا ظہور چالیس کی عمر میں ہوگا یہ علامت بھی باب پر صادق نہیں آسکتی۔ کیونکہ باب تیس سال کی عمر میں قتل کیا گیا تھا۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے جب خدا تعالیٰ نے مکالمہ و مخاطبہ شروع کیا تو اس وقت آپ کی عمر چالیس سال کی تھی۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں :۔

" پھر جب میری عمر چالیس برس تک پہنچی تو خدا تعالیٰ نے اپنے الہام اور کلام سے مجھے مشرف کیا۔" (تریاق القلوب صفحہ ۶۸)

اور کسر کو شمار نہ کریں تو آپ نے مامور من اللہ ہونیکا دعویٰ بھی چالیس برس کی عمر میں کیا۔

دسویں علامت :- ملاحظہ ہو حجج الکرامہ صـــ ۳۶۳

" صلیب را بشکند و خوک را بکشد " کہ وہ صلیب کو توڑے گا۔
اور خنزیر کو قتل کریگا۔

(۱) کسرِ صلیب سے مراد صلیبی مذہب کو دلائل و براہین سے ردّ کرنا ہے۔
اور اسلام کی سچائی کو دنیا پر ظاہر کرنا ہے۔ (ملاحظہ ہو مظاہر الحق جلد ۴ صـــ ۳۸۴)

" پس توڑیں گے صلیب کو یعنی باطل کریں گے دین نصرانیت کو۔
اور حکم کرینگے ملتِ حنیفہ پر۔ "

(۲) علامہ عینی شرح بخاری میں لکھتے ہیں :-

" قال الطیبیؒ یرید بقولہ یکسر الصلیب ابطال النصرانیۃ
والحکم بشرع الاسلام۔ قلت فتح لی ھٰھنا من فیض الالٰہی
وھو ان المراد من کسر الصلیب اظہار کذب النصاری حیث
ادعوا ان الیھود صلبوا عیسٰی علیٰ خشب "

(عینی شرح بخاری جلد ۵ صـــ ۵۱۴)

امام الطیبیؒ کہتے ہیں کہ کسرِ صلیب سے مراد نصرانیت کا باطل کرنا ہے۔ اور اسلامی شریعت کے ساتھ حکم لگانا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ مجھ پر خدا تعالیٰ کے فضل سے یہ بات کھلی ہے کہ کسرِ صلیب سے مراد نصاریٰ کے جھوٹ کا اظہار ہے۔ کیونکہ وہ اس بات کے مدعی ہیں کہ مسیح کو یہود نے سولی دیکر مار دیا تھا۔

اسی طرح قتل خنزیر سے مراد دُعا سے شریر اور بے غیرت لوگوں کا جو محض اولاد کی خاطر دوسرے کے پاس اپنی بیوی کو بھیجتے ہیں ہلاک کرنا اور اپنے دشمن پر غلبہ حاصل کرنا ہے۔ چنانچہ خنزیر کی تعبیر میں لکھا ہے :-

" ومن رای انہ یقاتل الخنزیر فانہ یظفر بعدو ظالم " (تعطیر الانام جلد ۱ صـــ ۱۹۹)

اُسی صفحہ میں لکھا ہے :- "وربما یعبّر الخنزیر برجل من الیهود والنصارٰی (۲) "الخنزیر رجل ضخم موسر فاسدالدین خبیث المکسب قذر ذو دیة کافر او نصرانی شدید الشوکة ـ" (ملاحظہ ہو منتخب الکلام بر حاشیہ تعطیر الانام جلد ۲ صفحہ ۳۰۳)

یہ علامت بھی باب پر صادق نہیں آتی کیونکہ اس نے عیسائیوں کے مذہب کی تردید میں کوئی کتاب نہیں لکھی۔ اور نہ ہی کسی عیسائی سے مباحثہ کیا۔ اور نہ ہی تازہ نشانات سے اُن پر حجّت قائم کی بلکہ اُلٹا اسلام کو دنیا سے مٹانے کی کوشش کی۔ مگر حضرت مسیح موعود و مہدئ معہود علیہ الصلوٰة والسلام نے عیسائیوں پر تازہ نشانات سے بھی حجّت قائم کی اور دلائل عقلی و نقلی کی رو سے بھی صلیبی مذہب کو پاش پاش کیا اور مذہب اسلام کو باقی مذاہب پر غالب کر دکھایا۔ اور خنزیری صفات رکھنے والے لوگ بھی آپ کی بددُعا سے ہلاک ہوئے۔

گیارھویں علامت :- "وفی آخر النهار صوت اللعین ابلیس ینادی علی ان فلانا قد قتل مظلوما یشکل علی الناس ویفتنهم فکم فی الیوم من شاك یتحیر فاذا سمعتم الصوت فی رمضان یعنی الاول فلا تشکوا انه صوت جبرائیل وعلامة ذالك انه ینادی باسم المهدی واسم ابیه ـ" (رواہ نعیم ابن حماد)

اور دن کے آخری حصّہ میں ابلیس ملعون کی آواز آئیگی۔ وہ منادی کرے گا کہ فلاں شخص مظلومانہ حالت میں قتل کیا گیا ہے۔ جو بات کو لوگوں پر مشتبہ کرے گی۔ اور انکو فتنہ میں ڈالے گی۔ پس بہت سے لوگ اُس دن شاکی اور حیران ہونگے۔ مگر پہلی آواز جو اُس سے پہلے تم رمضان میں سُن چکے ہوگے

اُس میں شک نہ کرو۔ کیونکہ وہ جبرائیل کی آواز ہوگی - اور اس کی علامت
یہ ہے کہ وہ مہدی اور اُس کے روحانی باپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے نام سے ہوگی -

یہ علامت بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام و مہدیٔ معہود
پر صادق آتی ہے۔ کیونکہ جب پنڈت لیکھرام دن کے آخری حصّہ میں
قتل کیا گیا تو مخالفین نے شور مچایا کہ اس کو ظلم سے قتل کیا گیا ہے۔ لوگ
بھی اس آواز سے فتنہ میں پڑے ۔ مگر اس سے پہلے حضرت مسیح موعود و مہدیٔ
معہود علیہ السلام اپنا ایک کشف اپنے رسالہ برکات الدعاء میں تحریر
فرما چکے تھے جو ۲ر رمضان اتوار کو صبح ۴ بجے ہُوا تھا - اور نیز دوسرے
الہامات بھی جو اس کے قتل کے متعلق تھے اپنی کتابوں میں لکھ چکے تھے۔
اور اس پیشگوئی کی غرض اور مدعا اپنی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی
صداقت کا اظہار تھا۔ چنانچہ آپ نے ۲۰ر فروری ۱۸۹۳ء کے اشتہار
میں لکھا :-

"خداوند کریم نے مجھ پر ظاہر کیا کہ آج کی تاریخ سے جو ۲۰ر فروری
۱۸۹۳ء ہے چھ برس کے عرصہ تک یہ شخص اپنی بدزبانیوں کی سزا
میں یعنی اُن بے ادبیوں کی سزا میں جو اس شخص نے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے حق میں کی ہیں عذاب شدید میں مبتلا ہو جائیگا - سو
اب میں اس پیشگوئی کو شائع کر کے تمام مسلمانوں اور آریوں اور عیسائیوں
اور دیگر فرقوں پر ظاہر کرتا ہوں کہ اگر اس شخص پر چھ برس کے عرصہ
میں آج کی تاریخ سے کوئی ایسا عذاب نازل نہ ہُوا جو معمولی تکلیفوں
سے نرالا اور خارق عادت اور اپنے اندر الٰہی ہیبت رکھتا ہو تو

سمجھو کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں اور نہ اُس کی رُوح سے میرا یہ نطق ہے۔"

مگر یہ علامت کبھی باب پر صادق نہیں آتی۔ اگر آتی ہے تو ایسا کوئی واقعہ اس کی کتابوں سے پیش کرو۔

بارھویں علامت:۔ ملاحظہ ہو حجج الکرامہ صفحہ ۳۶۸

"ثم یتوفّٰی و یصلّی علیہ المسلمون"

کہ پھر وہ وفات پائیگا اور اُس پر مسلمان نماز جنازہ پڑھیں گے۔

اور اسی طرح صفحہ ۳۶۳ میں لکھا ہے:۔

"علماء وقت کہ خوگر تقلید و اقتداء آباء خود باشند گویند این مرد خانہ برانداز دین و ملّت و بمخالفت برخیزند و بحسب عادت خود حکم تکفیر و تضلیل وے کنند۔ اما از سطوت سیف او و جلال شوکتش کار ایشاں پیش نرود۔"

یعنی علماء مہدی کو کافر و ضال اور دین کو بگاڑنے والا کہیں گے۔ لیکن تلوار کی سطوت اور اس کے جلال و شوکت کے آگے اُن کی پیش نہ جائیگی یعنی وہ اس کو قتل نہ کر سکیں گے۔ اب دیکھو کہ یہ علامت بھی باب پر صادق نہیں آتی۔ کیونکہ باب قتل کیا گیا تھا۔ چنانچہ اس کے قتل کا واقعہ جو بابیوں نے لکھا ہے باب اول میں لکھا جا چکا ہے۔ اور جو بابیوں نے باب کی کرامت مانی ہے اس کی تردید بھی اُن کے بیان کردہ حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے حاشیہ میں لکھ چکے ہیں۔ مگر جو کیفیت قتل زعیم الدولہ الدکتور میرزا محمد مہدی خان رئیس الحکماء الایرانی الآذربائیجانی التبریزی نے اپنے والد سے (جو باب کے قتل کے وقت وہاں موجود تھا) سُنکر اپنی کتاب مفتاح باب الابواب

میں لکھی ہے وہ اَور ہے۔ پہلے تو اُس نے میدانِ قتل کا نقشہ کھینچ کر بتایا ہے کہ اُسکا مقتل میدان چھاونی کے غربی رکن میں تھا۔ اور اُسی میدان میں سپاہیوں کے رہنے کیلئے بہت سے کوارٹر بنے ہوئے تھے۔ ایک کمرہ میں دو میخیں گاڑی گئیں اور آقا محمد علی اور باب کو دو مضبوط رسّوں سے باندھ کر لٹکا دیا گیا۔ اور کرسچن رجمنٹ کے قائد سام خان نے ایک دستہ فوج کا لیکر اس کی تین صفیں بنا کر فائر کا حکم دیا۔ آقا محمد علی تو مر گیا۔ باب جس رسّہ سے بندھا ہوا تھا وہ رسّہ کٹ گیا اور زمین پر گر پڑا۔ تب باب پاس کے کمرہ میں جا چھپا۔ دھوئیں کی وجہ سے کسی کو اُس کے چھپنے کا علم نہ ہوا۔ آخر کمروں میں تلاش کر کے نکالا گیا۔ اور پھر دوبارہ فائر کیا گیا۔ تو اس کا بدن چھلنی کی مانند ہو گیا۔ تب اُن کی لاشوں کو خندق میں پھینک آئے۔ جہاں چیلوں وغیرہ نے اُنکی لاشوں کو کھایا۔

اور صاحب کتاب کے والد نے باب کے قتل کے دوسرے دن مع اپنے دوستوں کے عصر کے وقت خندق کے پاس جا کر اُن کی لاشوں کو دیکھا۔ وہاں بہت سے تماشائی لوگ جمع تھے۔ اور باب کا دایاں پہلو پھٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو چکا تھا اور آقا محمد علی کی لاش میں سے سوائے ہڈیوں اور انتڑیوں کے کچھ بھی باقی نہیں رہا تھا۔

(مفتاح باب الابواب مطبوعہ مصر صفحہ ۲۳۴-۲۴۱)

اِس واقعہ سے صاف ظاہر ہے کہ باب پر نماز جنازہ بھی نہیں پڑھی گئی۔ پس یہ علامت بھی حضرت مہدی موعود جناب میرزا غلام احمد صاحب مسیح موعودؑ پر ہی صادق آتی ہے۔ آپ نے طبعی طور پر وفات پائی۔ جس سے آپ کا الہام اِنّی متوفّیک بھی پورا ہوا۔ اور آپ پر مسلمانوں نے نماز جنازہ بھی پڑھی۔

اور مفتی بہائی کا عمدۃ التنقیح کے صفحہ ۷۹ پر یہ لکھنا کہ

"امام آخر الزمان کا تو قتل ہی ہونا موعود تھا جیسا کہ حجج الکرامہ صفحہ ۲۹۲ پر ہے۔

"برپا نشود قیامت کہ تا آنکہ قتال کنید شما امام خود را۔"

"قیامت برپا نہ ہوگی جب تک کہ تم اپنے امام کو قتل نہ کرلوگے۔"

نہایت تعجب انگیز بات ہے۔ معلوم نہیں کہ مفتی صاحب نے فارسی کس لَمْ یَبْقَ[1] استاد سے پڑھی ہے۔ قبل ازیں باب چہارم میں بھی ایک نمونہ آپ کی فارسی دانی کا پیش کیا جاچکا ہے اور اب یہ دوسرا ہے۔ قتال کے معنے بھائی صاحب قتل کے لے رہے ہیں۔ حالانکہ قتال کے معنے لڑائی اور مقابلہ کے ہوتے ہیں۔ اور معنے حدیث کے یہ ہیں کہ "قیامت برپا نہ ہوگی۔ یہاں تک کہ تم اپنے امام کا مقابلہ کروگے۔ اور اس سے لڑوگے۔" پس اس حدیث سے امام کا قتل ہونا ثابت نہیں ہوتا۔

تیرھویں علامت:۔ "عن جعفر الباقر علیہ السلام قال ینادی مناد من السماء ان الحق فی اٰل محمد وینادی من الارض الا ان الحق فی اٰل عیسٰی۔" چنانچہ حجج الکرامہ صفحہ ۳۴۵ میں لکھا ہے:۔

"وازانجملہ ندا کند منادی از آسمان آگاہ باشند کہ حق در آل محمد است و ندا کنند منادی از زمین کہ حق در آل عیسٰی است۔"

فرمایا کہ آسمان سے آواز آئیگی کہ آلِ محمدؐ یعنی اہل اسلام حق پر ہیں اور زمینی آواز یہ ہوگی کہ آلِ عیسٰیؑ یعنی عیسائی حق پر ہیں۔

پھر حضرت علیؓ سے روایت ہے:۔ اذا ناد مناد من السّماء ان الحق فی اٰل محمد فعند ذالک یظھر المھدی علیٰ افواہ الناس و یشربون حبہ ولا یکون لھم ذکر غیرہ (رواہ نعیم) کہ جب آسمانی آواز آئے کہ حق آلِ محمدؐ یعنی اہل اسلام میں ہے تو اس وقت مہدی ظاہر ہوگا (یعنی سب خلقت پر اس کی آمد مشتہر ہوگی) لوگوں کی زبانوں پر اور سعیدوں کے

[1] ایک مخالف احمدیت نے حدیث لَمْ یَبْقَ مِنَ النُّبُوَّۃِ کو لَمْ یَبْقَ پڑھا تھا۔ اور دلیل یہ دی تھی کہ [illegible]

دلوں میں اُس کی محبت پائی جائیگی اور اُسی کا ذکر ہوتا رہیگا۔ چنانچہ یہ سب معاملہ آتھم کے مباحثہ میں جو عیسائیوں کی طرف سے مناظر تھا پورا ہوا۔ جب ۱۵ ماہ تک آتھم بوجہ رجوع الی الحق نہ مرا۔ تو آسمانی آواز تو یہی تھی کہ اہل اسلام ہی سچے ہیں یہ مہلت صرف اس کے رجوع الی الحق اور پیشگوئی سے ڈر جانے کی وجہ سے ملی ہے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ نے اُس کے ساتھ اور بھی بہت سے نشانات دکھائے۔ مگر زمینی لوگوں نے متفق ہو کر کہا کہ عیسائی سچے ہیں۔ ہزاروں جُبّہ پوشوں نے ہاں میں ہاں ملائی اور حدیث یتبع الدجال من امتی سبعون الفا علیھم السیجان (مشکوۃ) کو سیاہ جبّہ والے علمائے سوء نے عیسائیوں کے ساتھ مل کر پورا کیا۔ اور حضرت مہدی معہودؑ کی اس سے شہرت ہوئی۔ اور ہزارہا سعید روحوں نے آپ کی بیعت کی۔

یہ علامت بھی باب پر صادق نہیں آتی کیونکہ اُس کے وقت میں عیسائیوں سے کوئی ایسا واقعہ نہیں ہوا۔

علاوہ ازیں ایسی اور بہت سی علامات ہیں۔ مثلاً ستارہ ذو السنین کا نکلنا جو حضرت مسیح موعود و مہدی معہود کے وقت میں نکلا۔ اور حضور کی زبان میں کچھ لکنت کا ہونا۔ اور زانو پر دایاں ہاتھ مارنا۔ چنانچہ حجج الکرامہ صفحہ ۳۶۱ میں لکھا ہے:۔ "ولکنت در زبان او باشد کہ در وقت بستگی سخن دست راست بر زانوئے چپ زند۔" چنانچہ یہ علامت بھی حضرت مہدی معہود و مسیح موعود علیہ السلام میں پائی جاتی تھی اور زانو پر ہاتھ مارنے سے مراد مقابلہ کے لئے للکارنا بھی ہو سکتا ہے جیسا کہ پہلوان کیا کرتے ہیں۔ پھر اسی طرح آپکا علیہ بعینہ المھدی منی اجلی الجبھۃ اقنی الانف (ابوداود۔ حاکم۔ مشکوۃ) کہ مہدی روشن کھلی پیشانی والا اور اونچی ناک والا ہوگا۔ کا مصداق تھا۔

پھر ایک علامت یہ بھی ہے کہ مہدی سے پہلے ایک فرزند علی کی بیعت کی جائیگی - اور وہ بیعت کے لائق نہ ہو گا - پھر وہ قتل کیا جائیگا یا مرجائیگا اس کے بعد مہدی ظہور کرے گا - ملاحظہ ہو حجج الکرامہ صفحہ ۳۵۰

"پیش از مہدی یہ فرزند امیر المومنین علی علیہ السلام جمع شوند وبیعت کنند و ایں فرزند لائق بیعت نباشد - پس کشتہ شود یا بمیرد - وبعد ازاں مہدی ظہور کند۔"

باب سے پہلے کسی فرزند علیؓ کی بیعت نہیں کی گئی - مگر مسیح موعود سے پہلے باب اور بہاء کی بیعت کی گئی - جن میں سے ایک تو قتل ہوا اور دوسرا مر گیا۔ چنانچہ جس نے چھوٹا دعوٰی نبوت کیا تھا - وہ قتل ہوا اور جس نے خدا ہونے کا دعوٰی کیا تھا وہ اپنی موت سے مرا۔

اسی طرح اور بہت سی مہدی کی علامات حدیثوں میں بیان ہوئی ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر صادق آتی ہیں -

چھٹا باب

باب کی شریعت اور اُسکی حقیقت

مہدی کی ایک علامت جو کتب احادیث میں بیان ہوئی ہے یہ ہے کہ وہ مجدد دین ہو گا - اور یعمل فی الناس بسنّۃ نبیّھم (حجج الکرامہ صفحہ ۳۶۱) کہ وہ لوگوں میں آنحضرت صلعم کی سنت کے موافق عمل کریگا - اور سنت کو زندہ کرے گا - اور بدعات کو مٹائیگا - اور حدیث لاتزال طائفۃ من امتی

یقاتلون علی الحق ظاہرین الی یوم القیامۃ قال فینزل عیسٰی ابن مریم فیقول امیرھم تعال صلّ لنا فیقول لا ان بعضکم علی بعض امراء تکرمۃ اللہ لھٰذہ الامۃ ۔ (مسلم جلد اوّل کتاب الایمان باب نزول عیسٰی بن مریم) سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے کہ آپ احکامِ شرعیہ میں کسی قسم کا دخل نہ دیں گے ۔ چنانچہ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ ایسا موجود رہے گا جس نے حق کی حمایت میں اپنی جانوں کو وقف کر رکھا ہوگا اور اس مدعا میں کامیابی اس کے شامل حال رہے گی ۔ اور یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہیگا ۔ اور جب مسیح موعود کا نزول ہوگا تو اس وقت بھی وہ گروہ بدستور موجود ہوگا ۔ اور اس وقت میں جو شخص ان کا سرگروہ اور پیشرو ہوگا ۔ وہ مسیح موعود کے حضور درخواست کریگا (کہ چونکہ آپ خدا تعالیٰ کے برگزیدہ نبی اور رسول ہیں اسلئے اس حیثیت کے ساتھ) آپ ہمیں نماز پڑھائیں (جو تمام احکام شرعیہ کا گویا مرکزی نقطہ ہے) آپ اس سے انکار کر دینگے ۔ اور فرماویں گے کہ (میرا منصب احکام شرعیہ میں دست اندازی کیساتھ تعلق نہیں رکھتا) اس کے لئے اسی امت کے لوگ (اسی قانونِ شریعت کے ماتحت) اسی امت کے سرگروہ رہیں گے ۔ اس امت کے لئے اللہ تعالیٰ نے ارتفاعِ شان کے اعلیٰ سے اعلیٰ مدارج مقرر کئے ہیں ۔ جن میں اس پر سبقت لے جانے والی کوئی اور امت نہیں ہوگی ۔ (یعنی یہ آخری امت ہے جس کے لئے مدارج ترقی کے راستے کھلے ہیں ۔ یہ نہیں کہ میرے ذریعہ کوئی نئی امت تیار کی جائیگی ۔ جو امتِ محمدیہ سے بھی بڑھ کر ہوگی)

یہ علامت بھی حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام میں پائی جاتی ہے ۔ چنانچہ آپ ازالہ اوہام جلد اوّل صـ ۱۳۷ میں تحریر فرماتے ہیں :-

"ہمارے مذہب کا خلاصہ اور لب لباب یہ ہے کہ لاالٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہمارا اعتقاد جو اس دنیوی زندگی میں رکھتے ہیں جس کے ساتھ ہم بفضل و توفیق اس عالم گزران سے کوچ کرینگے یہ ہے کہ حضرت سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین وخیر المرسلین ہیں جن کے ہاتھ سے اکمال دین ہو چکا۔ اور ہم پختہ یقین کے ساتھ اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ قرآن شریف خاتم کتب سماوی ہے اور ایک شعشہ یا نقطہ اس کی شرائع اور حدود اور احکام اور اوامر سے زیادہ نہیں ہو سکتا ...... اور ہمارا اس بات پر بھی ایمان ہے کہ ادنیٰ درجہ صراطِ مستقیم کا بھی بغیر اتباع ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہرگز کسی انسان کو حاصل نہیں ہو سکتا۔" سلہ

برخلاف اس کے باب نے ایک نئی شریعت ایجاد کی اور اپنے آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر فضیلت دی اور کہا۔ انہ افضل من محمد بن عبد اللہ (ص) لان مقامہ ہو مقام النقطۃ ومقام النبی (ص) مقام الالف" (تاریخ البابیہ صفحہ ۲۴۹) کہ وہ آنحضرتؐ سے افضل ہے کیونکہ آنحضرتؐ کا مقام مقام الالف تھا اور میرا مقام نقطہ کا ہے۔ اور اس نے مفتی بغداد کی طرف لکھا:۔

"ان یومئذ لا ینفعکم دینکم ولا اعمالکم بمثل لا ینفع الذین اوتوا الکتٰب دینھم بعد محمد رسول اللہ۔"

(مفتاح باب الابواب صفحہ ۳۰۶)

کہ آج کے دن تمہارا دین (اسلام) اور تمہارے اعمال کچھ نفع نہیں دے سکتے جس طرح کہ اہل کتاب کا دین آنحضرت صلعم کے بعد انکو کچھ نفع نہیں دے سکتا تھا۔

سلہ ازالہ اوہام جلد اول صفحہ ۱۳۷ طبع اول

"برہانِ صریح" کی اشاعت کا ایک اہم مقصد

چنانچہ برہانِ صریح کی اشاعت کا ایک بڑا مقصد اور مدعا سیدھے سادے مسلمانوں سے دھوکہ اور مکر و فریب کے ذریعہ یہ منوانا ہے کہ مہدئ معہود اور مسیح موعود کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ قرآن کریم اور شریعتِ اسلامی کو منسوخ کر کے اس کی بجائے نئی کتاب اور نیا دین لانے والا ہو۔ جیسا کہ مندرجہ ذیل حوالہ جات سے ظاہر ہے۔

(۱) حضرت مہدی کے لئے ..... دینی امور میں حاکم با اختیار ہونا جیسا کہ حدیث میں حکماً عدلاً سے ثابت ہے۔ جزیہ کو موقوف کر دینا جو شریعت میں جائز ہے۔ دینی لڑائیوں کو موقوف کر دینا جو ہر طرح شریعتِ محمدی میں جائز ہے ..... یہ سب باتیں جو متفقہ عقیدہ اہلسنت والجماعت ہیں آپ جس داعی الی اللہ میں پاویں وہی قابلِ قبول اور مدعیٔ صادق ہے۔" (برہان صریح صـ ۲۵)

(۲) "یہ آیت کریمہ ..... پیشگوئی ہے ...... دینِ اسلام کے اٹھائے جانیکی" (عمدۃ التنقیح صـ ۴۷) اور اس دفع کے بعد لوگوں کے دستور العمل کے لئے ایک کتاب کا آنا لازم ہے" صـ ۸۹

(۳) " خدا اس بات پر قادر ہے کہ وہ جب چاہے کسی شریعت کو منسوخ کر دے۔ اس نے حضرت باب کی شریعت منسوخ کر دی اور حضرت بہاء اللہ کو شریعت دیدی۔" عمدۃ التنقیح صـ ۸۳

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ باب کی شریعت میں سے چند امور کا بھی ذکر کر دیا جائے۔ صاحب مفتاح باب الابواب نے باب کی کتاب سے عربی زبان میں ترجمہ کر کے نقل کیا ہے۔ جس کا اردو ترجمہ یہ ہے:۔

(۱) قرآن مجید کی شریعت پر عمل کرنیوالا قیامت کی رات تک ناجی تھا

اور قیامت کی رات سے مراد ۵ رجمادی الاوّل سنہ ۱۲۶۰ھ کی رات ہے جس میں اُس نے دعویٰ کیا ۔ اور قرآن مجید میں یوم القیامۃ سے مراد باب کے دعویٰ کا وقت ہے ۔ اور اللہ کی ملاقات سے مراد باب کی ملاقات ہے ۔ اور جو شخص اس تاریخ کے بعد باب کے اوامر کے بجالانے سے بے رغبتی ظاہر کرتا ہے وہ عاصی اور فاسق ہے ۔ اور جو اس کی مخالفت کرتا ہے وہ کافر جاحد ہے اور مہدور الدم ہے ۔ یعنی اس کے قاتل سے بدلہ نہیں لیا جائیگا ۔

(۲) باب کی کتابوں کے سوا باقی تمام کتب کا پڑھنا پڑھانا حرام ہے اور اس حکم کی تائید کتاب الاقدس کے اس مقام سے بھی ہوتی ہے جہاں لکھا ہے کہ قد عفی اللہ عنکم ما نزل فی البیان من محو الکتب و اذنا کم بان تقرءوا من العلوم ما ینفعکم لا ما ینتھی الی المجادلۃ فی الکلام ھذا خیر لکم ان کنتم من العارفین ۔

کہ جو بیان میں کتب کے مٹانے کا حکم نازل کیا گیا تھا وہ اب معاف کیا جاتا ہے اور منسوخ کیا جاتا ہے ۔ اسی بنا پر باب کے متبعین قرآن مجید اور کتب حدیث و فقہ وغیرہ جلا دیتے تھے ۔ ص ۲۵۲

(۳) باب نے شادی کا انعقاد زوجین (لڑکے لڑکی) کی رضا پر بغیر ولی اور وکیل اور گواہوں کے جائز رکھا ۔ ص ۲۵۳

(۴) باب نے انبیاء اور رسولوں کی قبروں اور زیارت گاہوں اور اسی طرح کعبہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ مبارک اور باقی تمام ائمہ کی قبروں کا گرانا اور بالکل زمین پر سے صاف کر دینا ضروری فرض ٹھہرایا ہے ۔ ص ۲۵۳

(۵) اس نے بیت اللہ کا حج کرنا بالکل منسوخ کر دیا اور وصیت کی کہ

اُس کی امت سے ایک مقتدر آدمی ظاہر ہو تو بیت اللہ کو مکہ میں سے گرا دیا جائے۔ اور اُس کی بجائے اس گھر کا جس میں وہ پیدا ہوا شہر شیراز میں حج کیا جائے۔ ص ۲۵۴

(۶) حج بدل کو ناجائز قرار دیا۔ اور عورتوں پر حج فرض نہیں ہے مگر وہ عورتیں جو خاص شہر شیراز کی رہنے والی ہوں اور وہ بھی رات کو طواف کریں۔ ص ۲۵۴

(۷) اور زمین کا وہ ٹکڑا جس میں باب پیدا ہوا مسجد الحرام ہے۔ ص ۲۵۴

(۸) سال کے ۱۹ مہینے مقرر کئے اور ہر ایک مہینہ کے ۱۹ دن۔ ص ۲۵۵[1]

(۹) اور روزے سال میں ۱۹ مقرر کئے اور روزہ کا وقت طلوعِ آفتاب سے غروب آفتاب تک رکھا۔ اور روزوں سے پہلے پانچ دن کھیل کود۔ کھانے پینے اور خوشی منانے کے لئے رکھے۔ ص ۲۵۵

(۱۰) جب کوئی بابی کافر سے کوئی چیز خریدے تو اسی وقت وہ چیز پاک ہو جاتی ہے۔ اور جب کوئی کافر کسی بابی کو بطور ہدیہ کے کوئی چیز دے تو اس کا فر کے ہاتھ سے علیحدہ ہوتے ہی وہ چیز پاک ہو جاتی ہے۔ ص ۲۵۶

(۱۱) اور ہر ایک بابی پر فرض کیا کہ وہ دس آیات بیان کی ہر روز تلاوت کرے اور اگر یہ نہ کر سکے تو ۱۹ بار اللہ اللہ ربی ولا اشرک باللہ احدًا" پڑھے۔

(۱۲) بچہ کی ولادت کے وقت اس کے والدین پر ایک نماز مقرر کی جس میں پانچ تکبیریں رکھیں۔ پہلی تکبیر میں ۱۹ دفعہ " انا بکل مومنون " اور

[1] قرآن مجید کی مخالفت جو کرنی ہوئی کیونکہ قرآن مجید میں ان عدۃ الشھور عند اللہ اثنا عشر شھرًا کہ خدا تعالیٰ کے نزدیک مہینے بارہ ہیں وارد ہوا ہے۔ شمس

دوسری میں ۱۹ دفعہ "انا بکل مؤقنون" اور تیسری میں اسی طرح "انا کل بالله محبّون" اور چوتھی میں "انا کل بالله ممیتون" اور پانچویں میں انا کل بالله راضون" پڑھنا مقرر کیا۔ ص۲۵۷

(۱۳) جنازہ کی نماز میں چھ تکبیریں رکھیں۔ پہلی تکبیر میں انا کل بالله عابدون" دوسری میں "انا کل لله ساجدون" اور تیسری میں "انا کل لله قانتون" چوتھی میں "انا کل لله ذاکرون" اور پانچویں میں انا کل لله شاکرون" اور چھٹی میں" انا کل لله صابرون" ۱۹-۱۹ بار پڑھنا مقرر کیا۔ ص۲۵۷

(۱۴) اور بلور اگر نہ مل سکے تو صاف چمکیلے پتھروں میں مُردوں کو دفن کرنے کا حکم دیا۔ ص۲۵۷

(۱۵) مُنہ سے جو خون بہے اور چار پایوں کی لید اور وہ کیچڑ جو پاؤں کو رستے سے لگ جائے اور حیوانات کے سب اعضاء اور منی پاک ہے۔

(۱۶) جب کوئی بابی کسی ایک شخص یا جماعت کے پاس آئے تو وہ (السلام علیکم کی بجائے) الله اکبر کہے اور اس کا جواب الله اعظم سے دیا جائے۔ اور اگر آنے والی عورت ہے تو وہ الله ابھی کہے۔ اور عورتوں کی طرف سے جواب الله اجمل ہو۔ ص۲۶۱

(۱۷) جب کوئی خاوند طلاق دینا چاہے تو پہلے وہ ۱۹ مہینے۔ یعنی ایک سال علیحدہ رہے اور طلاق رجعی کی عدت ۱۹ دن ہے۔ ۱۹ طلاق تک تو رجوع کی اجازت ہے۔ پھر نہیں۔ ص۲۶۲

(۱۸) ریشم اور چاندی اور سونا مردوں اور عورتوں کیلئے پہننا جائز ہے۔ ص۲۶۳

(۱۹) ہر ایک بابی کو چاندی کی انگوٹھی جسکا نقیدہ عقیق احمر کا ہو پہننا ضروری ہے۔ ص۲۶۳

(۲۰) استاد پر حرام ہے کہ وہ پانچ سال سے کم عمر کے طالب علموں کو مارے اور پانچ سال سے زیادہ عمر والوں کو پانچ چھڑیاں مار سکتا ہے اور جو زیادہ مار یگا وہ اگر شادی شدہ ہے تو ۱۹ دن تک اس کو اپنی بیوی کے قریب جانا حرام ہے۔ اور اگر غیر شادی شدہ ہے تو اس کو ۱۹ مثقال باب یا اس کے امصار کو جو اس کے بعد ہوں دینا پڑے گا۔ وغیرہ وغیرہ

اسکے بعد ہم چند احکام مرزا حسین علی بہاء کی کتاب الاقدس سے تحریر کرتے ہیں۔

نماز کے متعلق:۔ "قد کتب علیکم تسع رکعات للہ منزل الآیات حین الزوال وفی البکور وفی الآصال وعفونا عن عدۃ اخری امرا فی کتاب اللہ انہ ھو الآمر المقتدر المختار۔"

(کتاب الاقدس مطبوعہ مطبع ناصری فی شہر محرم الحرام ۱۳۱۴ھ فی بمبئی ص ۲)

کہ تم پر ۹ رکعتیں اللہ منزل الآیات کیلئے زوال اور صبح اور شام کے وقت فرض کی گئی ہیں۔ یعنی تین نمازیں اور ہر ایک نماز کی تین رکعتیں مقرر کی ہیں۔ اور باقی نمازیں اور رکعات معاف ہیں۔

قبلہ:۔ "واذا اردتم الصلوۃ ولوا وجوھکم شطری الاقدس المقدس (ای عکاء) الذی جعلہ اللہ مطاف الملأ الاعلی۔" ص ۳

کہ جب تم نماز کا ارادہ کرو تو تم میری پاک اور مقدس جانب منہ کرو (جو عکہ میں ہے) جو کہ ملاء اعلیٰ کے طواف کرنے کی جگہ ہے۔

نماز جنازہ:۔ "قد نزلت فی صلوۃ المیت ست تکبیرات من اللہ منزل الآیات والذی عندہ علم القراءۃ لہ ان یقرء ما نزل قبلھا والا عفا اللہ عنہ۔" ص ۳ یعنی مردہ کی نماز میں چھ تکبیریں پڑھنی چاہئیں

اور جو پڑھنا جانتا ہے تو جو کچھ پہلے نازل ہو چکا ہے وہی پڑھ لے ورنہ اس سے خدا تعالٰی نے معاف کر دیا ہے۔

نماز روزہ کے فرض ہونے کا وقت :- "قد فرض علیکم الصلوٰۃ والصوم من اول البلوغ امرا من لدی اللّٰہ ربکم ورب اٰباءکم الاولین من کان فی نفسہ ضعف من المرض اوالھرم عفا اللّٰہ عنہا۔" کہ اے انسانو! جب تم بالغ ہو تو اس وقت نماز روزہ تم پر فرض ہے۔ جو شخص بیماری یا بڑھاپے کی وجہ سے ضعیف ہے تو اُس سے نماز روزہ معاف ہے۔

پانی نہ ملے تو کیا کرے :- "ومن لم یجد الماء یذکر خمس مرات بسم اللّٰہ الاطہر ثم یشرع فی العمل۔" م۴

جو پانی نہ پائے تو وہ پانچ دفعہ بسم اللّٰہ الاطہر پڑھ کر عمل شروع کر دے۔

نماز باجماعت ادا کرنا منسوخ :- "کتب علیکم الصلوٰۃ فرادیٰ قد رفع حکم الجماعۃ الّا فی صلوٰۃ المیّت۔" م۴

تم پر نماز اکیلے اکیلے فرض کی گئی ہے۔ اور جماعت کا حکم اٹھایا گیا ہے۔ ہاں نماز جنازہ باجماعت ادا کرنی چاہیئے۔

سفر کی نماز :- "ولکم ولھن فی الاسفار اذا نزلتم واسترحتم المقام الامن مکان کل صلوٰۃ سجدۃ واحدۃ واذکروا فیہا "سبحان اللّٰہ ذی العظمۃ والاجلال والموھبۃ والافضال" والذی عجز یقول سبحان اللّٰہ انہ یکفیہا۔" م۴

اے مردو اور عورتو! جبکہ تم سفروں سے کسی امن کے مقام پر اترو۔

اور راحت حاصل کرو تو اس وقت ہر نماز کی بجائے ایک سجدہ کرلو اور اس میں سبحان اللہ ذی العظمۃ الخ پڑھو - اور جو یہ نہ پڑھ سکے تو اس کو صرف سبحان اللہ کہنا ہی کافی ہے -

حج " قد حکم اللہ لمن استطاع منکم حج البیت (ای مدفنۃ بعکاء) دون النساء عفا اللہ عنھن رحمۃ من عندہ -" ص۹

خدا نے حکم دیا ہے کہ ہر ایک وہ شخص جو تم سے عکہ کے حج کرنے کی طاقت رکھے وہ حج کرے - مگر عورتوں کو معاف کر دیا ہے -

چور کی سزا " قد کتب علی السارق النفی والحبس و فی الثالث فاجعلوا فی جبینہ علامۃ یعرف بھا -" ص۱۴

یعنی چور کی سزا جلا وطنی اور قید ہے - اور تیسری دفعہ چوری کرے تو اس کی پیشانی میں کوئی ایسی علامت لگا دینی چاہیئے جس سے وہ شناخت کیا جائے -

ضیافت " قد رقم علیکم الضیافۃ فی کل شھر مرۃ واحدۃ ولو بالماء -" ص۱۷

ہر مہینے میں تمہیں ایک دفعہ ضیافت کرنی چاہیئے - چاہے پانی کے ساتھ ہی کی جائے -

نکاح انہ قد حدد فی البیان برضاء الطرفین انا لما اردنا المحبۃ والوداد واتحاد العباد لذا علقناہ باذن الابوین -" ص۱۸

کہ بیان میں نکاح طرفین (لڑکے لڑکی) کی رضامندی پر موقوف تھا۔ مگر ہم اس کو ماں باپ کی اجازت سے معلق کرتے ہیں۔

تین طلاقوں کے بعد رجوع جائز ہے

"قد نہاکم اللہ عما عملتم بعد طلقات ثلاث فضلا من عندہ۔" ص۱۹

خدا تعالیٰ نے تمہیں اپنے فضل سے روک دیا ہے جو تم تین طلاقوں کے بعد کرتے تھے۔

منی پاک ہے

"قد حکم اللہ بالطہارۃ علی ماء النطفۃ۔" ص۲۲

خدا نے منی کو پاک ٹھہرایا ہے۔

زکوٰۃ

"والذی تملک مائۃ مثقال من الذھب فتسعۃ عشر مثقالاً للہ فاطر الارض والسماء۔" ص۲۷

جو شخص سَو مثقال سونے کا مالک ہو۔ وہ ۱۹ مثقال خدا کے لئے دے۔

قرآن مجید پر اپنی کتاب کی فضیلت

"من یقرء اٰیۃ من اٰیاتی لخیر له من ان یقرء کتب الاولین والاٰخرین" ص۳۷۔

کہ جو شخص میری آیات میں سے ایک آیت پڑھ لے گا۔ تو وہ اُسکے لئے پہلوں اور پچھلوں کی کتابیں پڑھ لینے سے بہت بہتر ہے۔

اسی طرح اور باقی احکام لکھے ہیں۔ مثلاً کہ

اغسلوا ارجلکم فی کل یوم فی الصیف وفی الشتاء
کل ثلاثہ ایام مرۃ واحدۃ - کہ تم گرمیوں میں روزانہ اور
سردیوں میں ہر تین دن کے بعد ایک دفعہ پاؤں دھوؤ۔
اور ہر ایک ۱۹ مہینے کے بعد گھر کے سامان کی تجدید کرو۔ ص۴۱
اور حرم علیکم السوال فی البیان عفا اللہ من ذالک
لتسئلوا ما یحتاج بہ انفسکم" ص۴۷
کہ بیان میں تو سوال سے منع کیا گیا تھا مگر اب خدا تعالیٰ نے تمہیں
معاف کر دیا۔ اب جس چیز کی ضرورت ہو تم مانگ سکتے ہو۔

خدا تعالیٰ کی طرف سے شریعت کونسی ہے

اسلامی شریعت کے احکام اور بابی و بہائی شریعت کے احکام کا مقابلہ کہ ان میں سے کونسے احکام قابل عمل اور لائق اتباع اور بلحاظ فوائد ومنافع کے اچھے ہیں ایک مستقل کتاب کو چاہتا ہے۔ لہذا اسجگہ میں ایک فیصلہ کن امر لکھتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ خدا تعالےٰ کا شریعت بھیجنے سے مقصد یہ ہے کہ تا انسان ان احکام پر عمل کر کے خدا تعالیٰ کو راضی کر سکے اور خدا تعالیٰ کا اس سے تعلق ہو جائے۔ اور دنیا میں اس بات کا ثبوت کہ خدا تعالیٰ کسی شخص سے راضی ہو گیا ہے اور اس شخص کا خدا تعالیٰ سے تعلق ہو گیا ہے الہام ہے کہ خدا تعالےٰ اس سے باتیں کرے اور غیب کی خبریں بتائے۔ چنانچہ قرآن مجید میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے :-

"ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیهم الملائکۃ الا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنّۃ التی کنتم توعدون۔"

کہ جو لوگ کہتے ہیں کہ ہمارا رب اللہ ہے اور پھر استقامت اختیار کرتے ہیں تو اُن پر فرشتے اُترتے ہیں۔ جو کہتے ہیں کہ تم خوف اور حزن نہ کرو۔ اور خوش ہو جاؤ اس جنت سے جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے۔ یعنی اسی دنیا میں اُن کو جنت مل جاتی ہے اور وہ خدا تعالیٰ کی رضا ہے۔ ورضوان اللہ اکبر۔ اور جنت میں سب نعمتوں سے بڑی نعمت اللہ تعالیٰ کی رضامندی ہی ہے۔

اب دیکھ لو کہ بابیوں اور بہائیوں کے نزدیک قرآن مجید کی شریعت منسوخ ہوگئی۔ اور اسلام میں حقانیت باقی نہ رہی۔ اور اس کی مدت ختم ہوگئی تو اب چاہیئے تھا کہ آئندہ مسلمانوں میں سے کوئی ایسا شخص نہ ہوتا جس سے خدا تعالیٰ ہم کلام ہوتا۔ کیونکہ منسوخ ہونے کے معنے ہی یہی ہیں کہ اب ان کے اعمال کو بجالانا کوئی فائدہ نہیں بخش سکتا۔ اور باب اور مرزا حسین علی کی شریعت کا یہ اثر ہونا چاہیئے تھا کہ اُن میں ایسے اشخاص موجود ہوتے جن سے خدا ہمکلام ہوتا۔ مگر خدا تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اُس نے جھوٹے مدعیوں کو ذلیل کیا اور اُن کے دعاوی کو حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بھیجنے سے باطل ثابت کر دیا۔ کیونکہ خدا تعالےٰ نے آپ سے ہمکلام ہوا۔ اور آپ سے اپنے راضی ہونے کا ثبوت دیا۔ حالانکہ منسوخہ شریعت پر چلنے سے خدا تعالیٰ راضی نہیں

ہو سکتا۔ پس آپ کے ذریعہ سے اُن کی شریعت کا بطلان اور اسلامی شریعت کی صداقت اور حقانیت ظاہر ہوئی۔

اور جیسا کہ مہدی کی علامات میں سے ایک علامت یہ تھی:۔

"وبیعت کند او را عارفانِ خدا از اہل حقائق بشہود و کشف وتعریف الٰہی و رجال الٰہیون باشند اعانت کند بر چیزے کہ انداختہ است خدا در گلوئے او۔"

(حجج الکرامہ صفحہ ۳۸۲)

حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر صادق آئی اور خدا تعالےٰ نے آپ کو الہام کیا کہ

"ینصرك رجال نوحی الیھم من السمآء"

کہ تیری ایسے لوگ مدد کرینگے جن کی طرف ہم آسمان سے وحی کریں گے۔ پس آپ کے ماننے والے ملہم بھی ہوئے اور اہل کشوف بھی۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود و مہدئ معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت اور اسلامی شریعت کی حقانیت اور صداقت کا ثبوت سیدنا ومولانا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی فضل عمر ایدہ اللہ تعالےٰ زندہ موجود ہے۔ اور آپ کا چیلنج بھی موجود ہے جو اخبار الفضل مورخہ ۲۵/۲۹ اپریل ۱۹۲۴ء میں چھپ چکا ہے۔

"حضرت مسیح موعودؑ کے اظلال میں سے ایک میں ہوں کہ جس پر خدا نے ایسے کلام نازل کئے جو وقت پر پورے ہوئے اور آج بھی مَیں کہتا ہوں۔ لاؤ میرے مقابلے میں عبد البہاء کے خلیفہ کو اور پھر دیکھیں خدا تعالیٰ کس کی صداقت ظاہر کرتا ہے۔"

لیکن اے بابیو اور بہائیو! کیا تم ایک بھی فرد ایسا پیش کر سکتے ہو جس سے خدا ہم کلام ہوا ہو۔ نہیں ہرگز نہیں۔ پس یاد رکھو کہ جو شرائع باب یا بہاء نے پیش کیں۔ وہ ایسی نہیں کہ اُن پر عمل کر انسان خدا تعالےٰ کو راضی کر سکے۔ بلکہ اسلام کی شریعت قرآن مجید ہی ایک کامل شریعت اور قیامت تک کے لئے ہے۔ اور وہی سچا مہدئ موعود ہو سکتا ہے جو قرآن مجید کے معارف بیان کرے اور اسی پر خود عامل ہو اور دوسروں سے عمل کرائے۔ کیونکہ ؎

نورِ فرقاں ہے جو سب نوروں سے اجلیٰ نکلا
پاک وہ جس سے یہ انوار کا دریا نکلا
یاالٰہی تیرا فرقاں ہے کہ اِک عالم ہے
جو ضروری تھا وہ سب اس میں مہیّا نکلا
ہے قصور اپنا ہی اندھوں کا وگرنہ وہ نور
ایسا چمکا ہے کہ صد نیّرِ بیضاء نکلا

وآخر دعوٰنا ان الحمد للّٰہ ربّ العالمین ؕ ۵

خـــــادم الملّـــــت

خاکسار

جلال الدین شمس مولوی فاضل

(سیکھوانی)

تتمہ

ہمارا عقیدہ دربارہ مہدی و احادیث مہدی

یاد رہے کہ جہاں جہاں ہم نے مہدی سے انکار کیا وہاں سے ہماری مراد مزعومہ مہدی ہے جس کے متعلق لوگوں کا خیال ہے کہ وہ مسیح موعود کے نزول سے پہلے لڑائیاں کرتا ہو گا اور مسیح کے نزول پر اُنکی امامت کرے گا۔ مطلق مہدیٔ آخرالزمان سے ہمیں انکار نہیں بلکہ ہم کہتے ہیں کہ حدیثوں میں آخری زمانہ میں ایک مہدی کے آنے کا ذکر ہے۔ اور وہ مسیح موعود ہی ہے۔ چنانچہ مکرمی و استاذی جناب مولوی محمد اسمٰعیل صاحب مولوی فاضل و منشی فاضل ٹیچر مدرسہ احمدیہ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریرات مثلاً کتاب البریہ حاشیہ صـ۲۶۸ اور ازالہ اوہام صـ۷۵ حاشیہ اور ازالہ اوہام طبع اول صـ۵۶۸ اور حقیقۃ المہدی وغیرہ تحریرات سے مندرجہ ذیل نتائج نکالے ہوئے تھے جنہیں افادۂ ناظرین کے لئے تحریر کرتا ہوں۔

(۱) احادیث مہدی روایتاً ضعف سے خالی نہیں خواہ وہ صحاح ستہ میں آئی ہوں یا کسی اور کتاب میں۔

(۲) مہدی کی ساری حدیثیں ہرگز موضوع نہیں۔ ہاں اُن میں سے بعض موضوع بھی ہیں۔ اور یہ بھی صحیح نہیں کہ جسقدر احادیث ساقط الاعتبار ہیں وہ سب موضوع ہیں۔ بلکہ بعض حدیثیں ایسی جو موضوع تو نہیں

مگر ضعیف اور نیز ایسے اختلافات پر مشتمل ہونے کی وجہ سے جو صفائی کے ساتھ دُور نہیں ہو سکتے ساقط الاعتبار ہیں مگر بعض اختلاف معمولی سے ساقط الاعتبار ہیں۔ بعض کا اختلاف محض اس وجہ سے سمجھا گیا ہے کہ اِن سب کا مصداق ایک ہی شخص قرار دیا گیا ہے۔ اور جس حدیث میں کوئی پیشگوئی بیان کی گئی ہو تو اس پیشگوئی کا وقوع میں آجانا اُس کی صحت کی دلیل ہے۔ خواہ اُس پر ائمہ نے جرح ہی کیوں نہ کی ہو اور اس کے راوی ضعیف ہی کیوں نہ ہوں۔

(۳) مہدی کا خیال من گھڑت نہیں ہے۔ بلکہ بکثرت احادیث اس کا پتہ دیتی ہیں۔

(۴) جو قابلِ اعتبار ہیں اُن میں سے بعض کے مصداق ہونے کا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دعویٰ ہے۔

(۵) جن قابلِ اعتبار احادیثِ مہدی کے مصداق ہونے کا آپ کو دعویٰ نہیں وہ یا تو ایسی ہیں کہ جن کے مصداق آپ سے قبل گذر چکے ہیں اور اگر اُن میں سے بعض کے مصداق پہلے نہیں گذرے تو وہ آپ کے بعد میں ظاہر ہونے والے ہیں۔

(۶) مہدیٔ آخر الزمان صرف آپ ہی ہیں۔ آپ کے سوا اور کوئی نہیں۔ نہ پہلے گذرا ہے اور نہ آئندہ آئے گا۔

(۷) اِن احادیث سے متعدد مہدیوں کے آنے کی بشارت پائی جاتی ہے اور اِن سب حدیثوں کو ایک ہی مہدی پر چسپاں کرنا غلطی ہے۔

(۸) ان احادیث میں سے جن کا مصداق آپنے خود اپنے آپ کو

بیان فرمایا ہے وہ بھی دو چار نہیں بلکہ بہت سی احادیث ہیں جو مہدیٔ آخر الزمان کی طرف اشارہ کرتی ہیں۔

(۹) ایسا مہدی کوئی نہیں آسکتا جو زبردستی سے لوگوں کو مسلمان بنانے آئے۔

(۱۰) مسیح موعود کے زمانہ میں کوئی دوسرا مہدی موعود نہیں ہو سکتا بلکہ وہ مسیح خود ہی مہدیٔ موعود ہے۔

پھر ایک بات یہ بھی قابلِ غور ہے کہ میرزا علی محمد تو باب کے نام سے مشہور ہوا۔ اور مرزا حسین علی بہاء اللہ کے نام سے لیکن جو اصل دعویٰ مہدی یا مسیح کا اُن کی طرف بہائی منسوب کرتے ہیں ان ناموں سے وہ ملقّب نہ ہوئے۔ لیکن جو سچا مسیح اور مہدی تھا وہ مسیح موعود و مہدیٔ معہود کے نام سے ملقّب ہوا۔ فالحمد للہ

جَآءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا

خاکسار

جلال الدین شمس مولوی فاضل

(سیکھوانی)

(ضیاء الاسلام پریس ربوہ)